عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد ۲۴ | ۲۶/ربیع الثانی تا ۲/جمادی الاول ۱۴۲۶ھ مطابق یکم تا ۸/جون ۲۰۰۵ء | شمارہ: ۲۱

ختم نبوت کانفرنس ٹنڈوآدم

امین اللہ امت

رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام

چند گزارشات

خیر کے کام میں دیر مت کیجئے

انسانوں کے باہمی رشتے

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

آپ کے مسائل

دکھتی آنکھ سے نکلنے والے پانی سے وضو ٹوٹ جاتا ہے:

س:...... وہ پانی جو آنکھ میں درد سے نکلے، اس کا کیا حکم ہے؟ پاک ہے یا پلید؟

ج:...... دکھتی ہوئی آنکھ سے جو پانی نکلتا ہے، اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ البتہ اگر آنکھ میں کوئی پھنسی وغیرہ ہو اور اس سے پانی نکلا ہو تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اس لئے کہ یہ نجس ہے۔

لیٹنے یا ٹیک لگانے سے وضو کا حکم:

س:...... سونے سے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے، کیا لیٹنے سے یا ٹیک لگا کر بیٹھنے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

ج:...... اگر لیٹنے اور ٹیک لگا کر بیٹھنے سے نیند نہیں آئی تو وضو قائم ہے۔

کپڑے بدلنے اور اپنا سراپا دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا:

س:...... اکثر بزرگ خواتین یہ کہتی ہیں کہ اگر گھر کے کپڑے پہن کر وضو کرلیا اور پھر قرآن خوانی میں جانا ہے یا نماز پڑھنی ہے تو ہم وضو کرنے کے بعد دوسرے کپڑے بدلتے وقت سراپے کو نہ دیکھیں کیونکہ اپنا سراپا دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ آپ اس سلسلے میں وضاحت فرمائیں۔

ج:...... خواتین کا یہ مسئلہ صحیح نہیں۔ کپڑے بدلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور نہ اپنا سراپا (ستر) دیکھنے سے وضو ٹوٹتا ہے۔

جوتے پہننے سے دوبارہ وضو لازم نہیں آتا:

س:...... اکثر نمازی جب نماز پڑھنے کے بعد فارغ ہوتے ہیں تو جوتے پہن کر گھر چلے جاتے ہیں۔ ابھی ان کا وضو برقرار ہوتا ہے کہ دوسری نماز کے لئے آجاتے ہیں اور بغیر وضو کئے نماز پڑھتے ہیں۔

مسئلہ یہ ہے کہ جب وہ اپنے پاؤں جوتے میں ڈالتے ہیں تو جوتے پلید اور غلیظ جگہوں پر جاتے ہیں۔ کیا یہ ضروری نہیں ہوتا کہ پھر نماز کے لئے وضو کیا کریں؟

ج:...... جوتوں کے اندر نجاست نہیں ہوتی، اس لئے وضو کے بعد جوتے پہننے سے دوبارہ وضو لازم نہیں ہوتا۔

پاجامہ گھٹنے سے اوپر کرنا گناہ ہے، لیکن اس سے وضو نہیں ٹوٹتا:

س:...... ہم نے عام طور پر لوگوں سے سنا ہے کہ جب پاجامہ گھٹنے سے اوپر ہوجائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ کیا یہ مسئلہ صحیح ہے؟

ج:...... کسی کے سامنے پاجامہ گھٹنوں سے اوپر کرنا گناہ ہے، مگر اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

پنڈلی ظاہر ہونے سے وضو نہیں ٹوٹتا:

س:...... میں نے سنا ہے کہ جب پاؤں پنڈلی تک برہنہ ہوجائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے، جبکہ ہم بعض دفعہ غسل کے بعد یا ویسے ہی کپڑے بدلتے ہیں تو ظاہر ہے کہ پنڈلی برہنہ ہوجاتی ہے۔ کیا اس حالت میں بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

ج:...... کسی حصہ بدن کے برہنہ ہونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد ۲۴ شمارہ ۲۱ ۶/ ربیع الثانی تا ۱۲/ جمادی الاول ۱۴۲۶ھ مطابق کیم تا ۱۸/ جون ۲۰۰۵ء

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا بشیر احمد
صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا سعید احمد جلالپوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

مولانا مفتی محمد راشد مدنی
سرکولیشن منیجر محمد انور رانا
ناظم مالیات رجال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیر احشمت حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

ٹائٹل و ترئین: محمد ارشد خرم
محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

(حضـ)رت مولانا شاہ ابرار الحق ہردوئی کا سانحہ ارتحال	(اداریہ)	4
...کے کام میں درستی کیجئے!	(مولانا یحییٰ نعمانی)	6
...نوں کے باہمی رشتے	(مفتی فضیل الرحمن ہلال عثمانی)	8
...نزول عیسیٰ علیہ السلام...... چند گزارشات	(مولانا بدر عالم میرٹھی)	11
...ن الامت! حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ	(مولانا محمد اقبال رنگونی)	14
...نعمانی کا علامہ شبلی نعمانی سے کوئی تعلق نہیں	(مومنہ سہیل سلطان)	19
...نبوت کانفرنس لندن و آدم	(رپورٹ: مفتی محمد طاہر مکی)	20
...یانی، اسرائیلی گٹھ جوڑ...... اسرائیل کی کشمیر میں دلچسپی!	(حامد میر)	25

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے، ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
ڈاک ۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک نمائش برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi.
Ph: 7780337 Fax: 7780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲ ۔ ۵۸۳۴۸۶، فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق رحؒ (ہردوئی) کا سانحہ ارتحال!

حکیم الامت مجدد الملت حضرت اقدس مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے آخری خلیفہ مجاز شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی (ہندوستان) کے ناظم محی السنۃ قطب وقت شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق قدس سرہ العزیز ۹/ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۷/مئی ۲۰۰۵ء رات آٹھ بجے وصال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت قدس سرہ کی رحلت ایک عہد کا اختتام ہے ان کی وفات سے بزم اشرف کا آخری چراغ بھی گل ہوا وہ اکابر اولیاء اللہ کی صف میں ممتاز مقام کے حامل تھے ان کی زندگی مکمل طور پر دین کی خدمت کے لئے وقف تھی حضرت مولانا شاہ ابرار الحق قدس سرہ حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سب سے کم عمر تھے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ ان کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ انہیں حضرت تھانویؒ نے غالباً بیس بائیس سال کی عمر میں خلافت و اجازت عطا فرمائی تھی اس سے جہاں حضرت مولانا شاہ ابرار الحق قدس سرہ کے مقام و مرتبہ کا اندازہ ہوتا ہے وہاں حضرت تھانویؒ کی فراست بھی ظاہر ہوتی ہے کہ انہوں نے اس دور میں بھانپ لیا تھا کہ اس نوجوان سے اللہ تعالیٰ احیائے سنت کا عظیم الشان کام لیں گے اور واقعی حضرت قدس سرہ پر "محی السنۃ" کا لقب مکمل طور پر صادق آتا تھا اللہ تعالیٰ نے صرف پاکستان ہندوستان جنوبی افریقہ ہی میں نہیں بلکہ پوری دنیا میں اصلاح عقائد احیائے سنت اور تردید بدعت کا عظیم الشان کام لیا ان کے ذریعہ حضرت تھانویؒ کا سلسلہ طریقت دنیا بھر میں پھیلا پاکستان میں بھی ان کے بے شمار مریدین موجود تھے جن میں متعدد علمائے کرام بھی شامل ہیں جبکہ پاکستان میں متعدد حضرات کو آپ نے اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا آپ نے اصلاح و ارشاد کا کام جس بڑے پیمانے پر کیا اس سے ہزاروں لاکھوں بندگان خدا کی اصلاح ہوئی آپ اس پائے کے بزرگ تھے کہ آپ کی مجلس میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ جیسے بزرگ ادب سے دوزانو ہو کر بیٹھتے تھے۔

حضرت قدس سرہ تواضع و انکساری کا بے مثال مجموعہ تھے علم و فضل اور تقویٰ میں اکابر کے نقش قدم پر تھے انہیں اسلاف کی راہ سے سرمو انحراف گوارا نہ تھا آپ کی وفات سے علمی و روحانی حلقے یتیم ہو گئے آپ کے جانے پر مسند ارشاد و تلقین افسردہ ہے آپ کی رحلت بلاشبہ ایک قطب وقت کی رحلت ہے آپ کی تشریف بری سے دین کے نہ معلوم کتنے شعبوں کا نقصان ہوا ہے جو آپ کے دم قدم سے چل رہے تھے آپ دنیا بھر میں بقائے اسلام کی تحریکات کے سرپرست و مربی تھے مدارس مساجد دینی ادارے آپ کی وفات پر گریہ کناں ہیں۔

قرآن پاک کے نہ جانے کتنے مکاتب حضرت قدس سرہ کی زیر سرپرستی دنیا بھر میں کام کر رہے تھے بے شمار دینی مدارس ان کی نگرانی میں علوم اسلامیہ کی ترویج و اشاعت میں مصروف عمل تھے پوری دنیا میں حضرت قدس سرہ کی زیر سرپرستی کام کرنے والے دینی ادارے اسلام کی سربلندی کے لئے مصروف عمل تھے یہ تمام مدارس مکاتب اور ادارے حضرت قدس سرہ کے لئے صدقہ جاریہ ہیں۔

حضرت قدس سرہ اپنے ہم عصروں میں ایک امتیازی شان رکھتے تھے دور حاضر میں حضرت تھانویؒ کے علوم و معارف کی نشر و اشاعت جتنی حضرت قدس سرہ کے ذریعہ ہوئی اتنی کسی اور کے ذریعہ نہ ہوئی نسبت فاروقیؓ کے اثرات ان میں اپنی پوری شان کے ساتھ جلوہ گر تھے ان کے سامنے حرام تو دور کی بات کوئی کام اگر خلاف سنت بھی ہو جاتا تو ان کا جلال دیدنی ہوتا اور وہ اس پر فوراً اصلاح فرماتے مجال ہے کہ ان کی موجودگی میں کسی سے کوئی کام اتباع سنت سے ہٹ کر صادر ہو جائے وہ خود بھی تمام زندگی سنتوں پر عمل پیرا رہے اور اپنے متعلقین و مسترشدین سے بھی اس کے خواہاں رہے نہ معلوم کتنی سنتیں ان کے ذریعہ دوبارہ مسلمانوں

کے عمل میں آئیں اوران کے معمولات زندگی کا حصہ بنیں جنہیں مسلمان عرصہ ہوا ترک کر چکے تھے' غیر اسلامی طور طریق سے انہیں شدید نفرت تھی' وہ ان حضرات میں سے تھے جو یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کے ذریعہ عزت دی ہے' اس لئے ہمیں اسلام پر مکمل طور پر عمل کرنا چاہئے اور اس راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروانہیں کرنی چاہئے' یہی وجہ ہے کہ وہ دین کے مقابلہ میں کسی کی بات کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ حضرت قدس سرہ کی ایک مجلس میں شرکت کی سعادت راقم الحروف کو بھی حاصل ہوئی' راقم نے انہیں اولیائے متقدمین کا کامل نمونہ پایا' اس کے ساتھ ساتھ ان میں حلم وتحمل بھی بلا کا تھا' وہ مسلمانوں پر حد درجہ شفیق تھے' وہ اپنی ذات کے حوالے سے کسی سے بدلہ نہ لیتے تھے' کوئی ان سے دعا کی درخواست کرتا تو اسی وقت اس کے لئے دعا فرماتے۔

آپ کے استاذ مفتی اعظم ہند' حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہیؒ (خلیفہ مجاز شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ) فرمایا کرتے تھے کہ: اگر اللہ تعالیٰ نے مرنے کے بعد پوچھا کہ کیا لائے ہو؟ تو میں صدیق وابرار کو پیش کردوں گا' اس جملہ میں صدیق سے مراد حضرت مولانا قاری صدیق احمد باندوی رحمۃ اللہ علیہ اور ابرار سے مراد حضرت مولانا شاہ ابرار الحق قدس سرہ ہیں' ایک استاذ کا اپنے شاگرد کے حق میں ایسی شہادت دینا شاگرد کے علوشان کی دلیل ہے' اور واقعتاً حضرت قدس سرہ اس شہادت کے اہل تھے' انہوں نے تمام عمر اپنے آپ کو اپنے اکابر کے سامنے فنا کئے رکھا' اسی چیز نے انہیں رفعت وبلندی عطا فرمائی اور وہ مرجع خلائق بنے' وہ بلاشبہ اس وقت تمام مسلمانوں کی عقیدتوں ومحبتوں کا محور ومرکز تھے' ایسے حضرات کے فیوض وبرکات غیر محسوس طور پر تمام مسلمانوں کو پہنچ رہے ہوتے ہیں اور امت کا ہر فرد ان کی نسبت مع اللہ سے فیضیاب ہو رہا ہوتا ہے' یہ لوگ مسلمانوں کے لئے شجر سایہ دار ہوتے ہیں' ان کا وجود فتنوں کے مقابلہ میں سد سکندری ہوتا ہے' ان کی رحلت سے امت مسلمہ کو ایک زبردست دھچکا لگا ہے' دنیا سے اکابر اہل اللہ کا اٹھ جانا درحقیقت قرب قیامت کی دلیل ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ المشائخ' خواجہ خواجگان' قطب الاقطاب حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ' نائب امیر مرکزیہ' سید الاولیاء' شیخ المشائخ' قطب وقت' حضرت اقدس سید نفیس شاہ الحسینی صاحب دامت برکاتہم العالیہ' مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری' مولانا اللہ وسایا' مولانا بشیر احمد' مولانا محمد اکرم طوفانی' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور دیگر زعماء وکارکنان حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق قدس سرہ کی رحلت کو امت مسلمہ کا ایک عظیم نقصان خیال کرتے ہیں' اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت قدس سرہ سے اپنی شان کے مطابق معاملہ فرمائے' انہیں اپنی رضا ومعرفت کا پروانہ نصیب فرمائے' اکابر کے ساتھ ان کا معاملہ فرمائے' اعلیٰ علیین میں انہیں جگہ عطا فرمائے' ان کے فیوض وبرکات کو سارے عالم میں جاری وساری فرمائے' انہیں مراتب عالیہ سے سرفراز فرمائے' ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے' ان کے خلفاء کو ان کے فیوض کو عام کرنے کی سعادت عطا فرمائے' ان کے شاگردوں کو ان کے علوم کی ترویج واشاعت کے لئے قبول فرمائے اور ان کے مسترشدین کو ان کے طریقہ پر قائم ودائم رکھے۔ آمین۔ قارئین سے بھی درخواست ہے کہ حضرت قدس سرہ کو ایصال ثواب اور دعاؤں میں یاد رکھیں۔

ضروری اعلان

جلد کی تبدیلی کے بعد ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کے اندرون وبیرون ملک کے تمام قارئین کے نام بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاددہانی کے خطوط ارسال کئے جا چکے ہیں۔ جن حضرات کے نام بقایا جات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی بذریعہ منی آرڈر' چیک یا ڈرافٹ ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

نوٹ: خط وکتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ (ادارہ)

موت کے سفر کا اہتمام اس میں دیر مت کیجئے

مولانا یحییٰ نعمانی

"حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دو تہائی رات گزر جاتی تو اٹھ جاتے اور کہتے: لوگو! اللہ کو یاد کرو، اللہ کو یاد کرو، قیامت آ گئی، محشر کی گھڑی آ گئی، موت اور موت کے بعد جو کچھ ہونے والا ہے، بہت قریب ہے، موت اور موت کے بعد جو کچھ ہونے والا ہے بہت قریب ہے۔" (سنن ترمذی و مستدرک حاکم)

انسان اس دنیا میں بڑی مختصر زندگی لے کر آیا ہے، اور یہی اس کی مہلت ہے جس میں وہ آخرت کی ہمیشہ رہنے والی زندگی کے لئے سامان جمع کر سکتا ہے، مگر شیطان اس کے دل پر کچھ ایسا تصرف کرتا ہے کہ اس کو اپنی یہ زندگی بڑی لمبی نظر آنے لگتی ہے آپ جس انسان کو دیکھیں یا اپنے دل کو ٹٹولیں، اکثر کا حال یہی ملے گا کہ وہ اپنے لئے ہر وقت ایک طویل زندگی کی منصوبہ بندی کر رہا ہے اور ہمہ وقت اسی کی تگ و دو میں مصروف ہے، فریب نظر کا اندازہ اس سے لگایئے کہ ماضی کی گزری ہوئی زندگی کے ماہ و سال تو بڑی مختصر مدت لگتے ہیں، کل کی بات ہے کہ بچپن تھا، مگر آئندہ زندگی کے اتنے ہی ماہ و سال ایک طویل زندگی نظر آتے ہیں، یہ سب نفس و شیطان کا دھوکہ ہے، جب موت آئے گی تو یوں ہی لگے گا کہ یہ سب بس ایک خواب کی طرح گزر گیا۔ خواجہ میر درد دہلوی کے بقول:

وائے نادانی کہ وقت مرگ یہ ثابت ہوا
خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

پھر اس زندگی کا کیا پتہ! کیا نوجوانوں کو موت نہیں آتی؟ کیا صحت مندوں کو نہیں آتی؟ کیا بچوں کو نہیں آتی؟ پھر کیسے ہم نے سمجھ لیا ہے کہ ہم بوڑھے ہو کر اور عمر طبعی پا کر ہی مریں گے؟ مگر شیطان نے ہم سب کو موت سے غافل کر رکھا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا اصل مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ عقل پر پڑے ان پردوں کو چاک کریں، وہ بتاتے اور یاد دلاتے ہیں کہ یہ سب دھوکہ ہے، دنیا کی زندگی بڑی مختصر ہے اور موت قریب ہے، اور موت کے بعد کی زندگی، حشر و نشر، حساب و کتاب اور عذاب و ثواب سب برحق ہے۔ یہی بتلانا، اسی کو یاد دلاتے رہنا اور اس کی فکر کی دہائی دینا یہی ان کی زندگی کا مشغلہ اور مشن ہوتا ہے، وہ خود بھی دن رات اسی دھن میں لگے رہتے ہیں، اور اس فکر کے ان پر غلبہ کا یہ حال ہوتا ہے کہ وہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر لوگوں کو پکار پکار کر کہتے ہیں: لوگو! ہوش کے ناخن لو، مہلت تھوڑی ہی ہے، قیامت آنے والی ہے، اس کے آنے سے پہلے پہلے اللہ کی عبادت اور اس کے احکام بجا لا کر اپنی نجات کا انتظام کر لو۔

اس حدیث کا خاص پیغام یہی ہے کہ اس دنیا کی عمر بڑی مختصر ہے اور ہر انسان کی موت قریب ہے، زندگی کا سفر تیزی سے طے ہو رہا ہے، اس کی گاڑی منزل موت کی جانب رواں دواں ہے، لہٰذا ہر انسان کو نیک اعمال میں دیر نہیں کرنی چاہئے، کچھ پتا نہیں کب داعی اجل آ جائے اور رخت سفر بندھ جائے۔

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: "اذکروا اللہ" (اللہ کو یاد کرو) سے مراد خاص طور پر تہجد کی نماز ہے، وہی اس وقت کا خاص عمل اور صالحین کا وظیفہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اعمال صالحہ جلدی کر لو سات خطروں سے پہلے پہلے، کیا غربت کا انتظار ہے، جو کسی بات کا ہوش نہ رہنے دے؟ یا ایسی تونگری اور مالداری کا انتظار ہے جو سرکش و مغرور بنا دے؟ یا ایسے مرض کے منتظر ہو جو تم کو برباد کر دے؟ یا بڑھاپے کے آنے کے بعد عمل کرنے کو سوچو گے جب کسی قابل نہیں رہو گے؟ یا دجال کی راہ دیکھ رہے ہو؟ دجال بدترین شخص ہے، جس کا انتظار ہے، یا قیامت کا انتظار کر رہے ہو؟ تو سن لو! قیامت ان سب سے بڑی مصیبت اور خطرناک مرحلہ ہے۔ (سنن ترمذی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طاقتور اور بلیغ ارشاد میں انسانوں کو متوجہ کیا گیا ہے کہ جب صحت و فرصت ہو اور اعمال صالحہ کا موقع ہو تو اس کو غنیمت جاننا چاہئے، اس لئے کہ انسانی زندگی میں بکثرت ایسے موڑ آتے ہیں اور ایسی آفتوں اور آزمائشوں کا سامنا ہوتا رہتا ہے کہ آدمی کے لئے پھر اعمال صالحہ

کرنا مشکل سے مشکل تر ہو جاتا ہے' وہ چاہتا ہے کہ کچھ نیک عمل کرے مگر خواہش کے باوجود نہیں کر پاتا' اس وقت اس کے پاس ضائع شدہ مواقع پر حسرت و افسوس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں رہتا۔

کچھ پتہ نہیں کب صحت جواب دیدے؟ کچھ اطمینان نہیں کب مال واسباب جاتے رہیں؟ جوانی تو ڈھلتی چھاؤں ہے' ایسے دبے پاؤں بڑھاپا آ جاتا ہے کہ پتہ بھی نہیں چلتا' بڑھاپے میں نیک اعمال کی طاقت نہیں رہتی' تب حسرت ہوگی کہ جوانی میں کچھ کر لیا ہوتا' مگر اسی طرح موت کا بھی کچھ پتہ نہیں کہ کب آ دھمکے اور قضا لے چلے' پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے پر آشوب فتنے سے بھی ڈرایا ہے۔ اس کے نمودار ہو جانے کے بعد اہل ایمان کے لئے نیک اعمال اور دین پر جمنا سخت مشکل ہو جائے گا۔ یہی حال دیگر دینی آزمائشوں اور امتحان لینے والے حالات کا ہے' جب عافیت کا زمانہ اور نیکیوں کا موقع ہو' اپنی آخرت کے لئے کچھ جمع کرنے کی فکر کر لینی چاہئے۔ حدیث کے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی آفت عظمیٰ کا تذکرہ کیا ہے کہ وہ بھی دور نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور آپؐ سے دریافت کیا کہ سب سے بہتر صدقہ کون سا ہوتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اس وقت کا صدقہ جب تم صحت مند و توانا (اور جوان) ہو' امنگیں باقی ہوں' فقر کا بھی اندیشہ ہو اور مالداری کو بھی جی چاہتا ہو' ایسا نہ ہو کہ تم پوری زندگی صدقہ نہ کرو' پھر جب جان نکلنے لگے اور بچنے کی کوئی امید نہ ہو تو نزع کے عالم میں وصیت کرو کہ فلاں کو اتنا اور فلاں کو اتنا دے دیا جائے' اب تو مال کسی اور کا ہو چکا (یعنی وارثوں کا)۔ (صحیح بخاری)

واقعہ ہے کہ ایسے حال میں جب کہ صحت باقی ہو' خواہشیں اور تمنائیں ہوں اور غربت و مالداری دونوں کے امکانات ہوں' اس وقت کا صدقہ یقیناً گہرے ایمان اور اللہ کی محبت کا نتیجہ اور آخرت طلبی کی علامت ہے۔ اللہ توفیق عطا فرمائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسے فتنوں کے آنے سے پہلے پہلے نیک عمل کر لو جو سیاہ رات کی طرح ظلمت والے ہوں گے (یعنی جن میں حق کی راہ پر چلنا بڑی بصیرت والوں کے لئے ہی ممکن ہوگا) ان فتنوں کے زمانے میں صبح کو آدمی مومن ہوگا' شام کو کافر ہو جائے گا' شام کو مومن ہوگا' صبح کو کافر ہو جائے گا' اپنا دین دنیا کے حقیر ٹکوں کے عوض فروخت کرے گا۔ (صحیح مسلم)

یہ "فتنہ" حدیث کی ایک خاص اصطلاح ہے' جس کا اطلاق ہر اس قسم کے حالات پر ہوتا ہے' جس میں دین کی حفاظت مشکل ہو جائے' اس لحاظ سے عقیدہ و عمل کی ہر وہ گمراہی اور خرابی فتنہ ہے جو کسی بھی خاص سبب سے پھیلتی جارہی ہو اور اہل ایمان و اہل حق کے لئے اس سے لوگوں کو بچانا مشکل ہو رہا ہو' اور اسی بنیاد پر اہل ایمان و اہل حق اسلامی تاریخ کی ان بڑی بڑی گمراہیوں اور راہ حق و عدل سے انحراف کرنے والی تحریکوں کو "فتنہ" کہتے ہیں جو اپنے اپنے زمانوں میں تیزی کے ساتھ پھیل رہی تھیں اور مسلمانوں کو متاثر کر رہی تھیں...... بالکل اسی طرح اگر کفر اپنی طاقت کی بنیاد پر اہل اسلام کے لئے اپنے دین پر عمل کرنا مشکل بنادے اور حالات کے دباؤ کے نتیجہ میں بکثرت لوگوں کے پاؤں پھسل رہے ہوں تو یہ بھی اس اصطلاح کے مطابق "فتنہ" کہلائے گا' اور اسی اعتبار سے حدیث شریف میں دجال کو "عظیم فتنہ" قرار دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ منکشف کر دیا تھا کہ آپ کی امت پر آئندہ زمانوں میں طرح طرح کے فتنے آئیں گے۔ ان کی وجہ سے ایسا بھی ہوگا کہ صبح کو آدمی اس حال میں اٹھے گا کہ وہ اپنے ایمان و عمل کے لحاظ سے ایک اچھا خاصا مومن و مسلم انسان ہوگا' مگر شام ہوتے ہوتے وہ کسی گمراہی یا بد عملی میں مبتلا ہو کر اپنا ایمان ضائع کر بیٹھے گا۔ حدیث شریف کی خاص تعلیم یہ ہے کہ ہر زمانے کے اہل ایمان ایسے ایمان سوز فتنوں سے ہوشیار رہیں' اعمال صالحہ کا اہتمام اور ان میں سبقت اور جلدی کریں' ایسا نہ ہو کہ کسی فتنے میں مبتلا ہو کر توفیق الٰہی سے محروم کر دیا جائے۔

امید ہے کہ اگر بندۂ مومن اعمال صالحہ کا اہتمام کرتا رہے گا تو وہ اس کا مستحق ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتنوں کے آزمائشی مواقع پر اس کی حفاظت کی جائے اور توفیق خداوندی اس کی دستگیری کرے۔

☆☆..........☆☆

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 7514972-7531133

انسانوں کے باہمی رشتے

انسانوں کے ساتھ انسانوں کے باہمی تعلقات میں یہ بات بڑی اہمیت رکھتی ہے کہ انسانوں کا باہمی رشتہ کیا ہے؟ اگر ان کے آپس کے رشتوں میں فرق ہے تو آپس کے تعلقات میں بھی یہ فرق نمایاں ہوگا اور اگر انسان بحیثیت انسان ہونے کے سب ایک جیسے ہیں تو ان کے آپس کے رشتوں میں بھی ہم آہنگی کا رنگ واضح طور پر نظر آئے گا۔

اس سلسلے میں اسلام کا نظریہ یہ ہے کہ اس پوری کائنات کا رب ایک ہے اور اس رب نے تمام انسانوں کو ایک انسانی جوڑے کے ذریعہ پھیلا دیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اللہ کی وحی کا یہ اعلان بار بار پڑھنے کے لائق ہے:

"لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہارے خاندان اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے سے پہچان لئے جاؤ لیکن خدا کے یہاں زیادہ محترم اور شریف وہ ہے جو زیادہ محتاط اور پرہیزگار ہو۔"

(الحجرات:۱۳)

جب تمام انسان ایک ہی ذات پاک وحدہٗ لاشریک کے پیدا کیے ہوئے ہیں اور جب تمام نوع انسانی کی اصل ایک انسانی جوڑا ہے تو پھر رنگ و نسل اور زبان و وطن کے امتیازات کی اس سے زیادہ اور کیا حیثیت رہ جاتی ہے کہ ان کو صرف تعارف اور پہچان کا ایک ذریعہ سمجھا جائے۔ انسانی عزوشرف میں ان کا کوئی دخل نہیں ہے۔

ایک دعا کی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اعلان بھی کم اہم نہیں ہے، جس میں آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"اللهم اشهد بان العباد کلهم اخوة"

مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی

ترجمہ: "اے اللہ! آپ اس بات کے گواہ ہیں کہ آپ کے سب بندے آپس میں بھائی بھائی ہیں۔"

انسانی وحدت اور اخوت و مساوات کے اس تصور کو زیادہ سے زیادہ مؤثر، مضبوط اور مستحکم کرنے کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دل کش عمل کے تسلسل اور زبردست جدوجہد سے ایسے تمام امکانات کا خاتمہ کر دیا جو کسی درجے میں بھی وحدت انسانی کے رشتے پر اثر انداز ہو سکتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپی زاد بہن حضرت زینب بنت جحشؓ کی شادی مکہ کے زرخرید غلام زید بن حارثہ سے کر کے حسب ونسب کے بجائے انسانی مساوات اور برابری کا عملی نمونہ سامنے رکھ دیا...... قریش کی ممتاز خاتون فاطمہ بنت ولید کا نکاح ابوحذیفہ کے غلام اسامہ سے کر دیا۔

مدینہ کے انصار اپنی بیٹی دینے میں بہت سخت تھے۔ قریش کے رئیس ہاشم نے جب مدینہ کی ایک خاتون سے نکاح کی درخواست کی تھی تو اسے قبیلے نے اس شرط پر شادی کی اجازت دی تھی کہ ہماری بیٹی کبھی رخصت ہو کر مکہ نہ جائے گی...... مگر اسلام میں آنے کے بعد لوگوں کا ذہن اتنا تبدیل ہو چکا تھا کہ ایک روز مشہور صحابی حضرت بلال حبشیؓ نے مسجد نبوی میں اپنے بھائی کے لئے اعلان کیا کہ لوگو! میں غلام ہوں، حبشی ہوں، بے مایہ ہوں، اس کے باوجود اپنے بھائی کی شادی کا خواہاں ہوں، تو حضرت بلالؓ کے اس اعلان پر مدینے کے کئی معزز خاندانوں نے ان سے رشتہ قائم کرنے کی خود پیش کش کی۔ اس طرح انسانی مساوات کا یہ تصور اسلامی معاشرے میں صرف ایک دل خوش کن نظریہ ہی نہ بنا بلکہ ٹھوس حقیقت بن گیا تھا۔

اس وحدت اللہ اور وحدت انسانی کے عقیدے کا لازمی نتیجہ انسان دوستی، خیر خواہی، ہمدردی اور دل سوزی ہے...... اس کی بے شمار مثالیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور عمل میں ملتی ہیں۔

نبوت کے ساتویں سال کی بات ہے کہ دشمنوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کو پہاڑ کی ایک گھاٹی میں جس کو شعب ابی طالب کہتے ہیں' نظر بند کر دیا تھا اور مکہ کے تمام قبیلوں نے مل کر یہ معاہدہ کیا تھا کہ بنی ہاشم کے خاندان کا اس وقت تک مکمل بائیکاٹ رکھا جائے جب تک (نعوذ باللہ) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دینے کے لئے ہمارے حوالے نہ کر دے' ان سے ہر طرح کا تعلق ختم کر دیا جائے' یہاں تک کہ کھانے پینے کی بھی کوئی چیز ان تک نہ پہنچ سکے' اس معاہدے کی تمام دفعات لکھ کر خانہ کعبہ کے دروازے پر آویزاں کر دی گئیں تھیں' اگر دیکھا جائے تو قبائلی نظام حکومت کے اعتبار سے یہ فیصلہ انتہائی سنگین اور بے رحمانہ تھا' ایک طرف پورا مکہ تھا اور دوسری طرف خاندان بنی ہاشم کے بے آسرا اور بے یار و مددگار تھوڑے سے افراد تھے۔ تھوڑے بہت دن نہیں بلکہ پورے تین سال تک بنی ہاشم کا خاندان اس گھاٹی میں نظر بند رہا' آپ ؐ آپ ؐ کے ساتھیوں اور خاندان کے افراد نے درختوں کے پتے چبا چبا کر اور سوکھے چمڑے ابال ابال کر وقت گزارا۔ معصوم بچے بلک بلک کر روتے تھے تو ان کی آہ و بکا سے وادی مکہ کا دل ہل جاتا تھا' مگر قریش مکہ انتہائی بے دردی کے ساتھ اس پر قہقہے لگا کر گزر جاتے تھے۔

اب ذرا دل تھام کر سنئے کہ اس زمانے میں قدرت نے مکہ والوں کو خشک سالی اور قحط میں مبتلا کر دیا' بارش کے دور دور تک کہیں آثار نہ تھے' مکہ والے خود بھوک کی زد پر تھے کہ انہی حالات میں قریش کے سرکردہ شخص ابوسفیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ؐ سے بارش کی دعا کی درخواست کی۔ آپ ؐ اسی وقت ہاتھ اٹھا کر اللہ کی بارگاہ میں ان مکہ والوں کے لئے دعا میں مصروف ہو گئے جنہوں نے آپ ؐ سے اور آپ ؐ کے خاندان والوں سے یہ سلوک کیا تھا' آپ ؐ نے ایک لفظ بھی یہ نہیں فرمایا کہ تم میرے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہو؟ دعا قبول ہوئی' خوب پانی برسا' مکہ سیراب ہو گیا' قحط سالی دور ہو گئی اور جس کی دعا کی برکت سے یہ سب کچھ ہوا تھا وہ اب بھی نظر بندی کی مصیبت جھیل رہا تھا۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ جب آپ ؐ اپنے وطن مکہ مکرمہ کو چھوڑ کر مدینہ طیبہ چلے گئے تھے تو نجد کے ایک سردار ثمامہ نے وہ غلہ جو نجد سے مکہ آتا تھا' اس کو بند کر دیا' اور بند اس لئے کیا کہ چونکہ مکہ والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں' اس لئے ان کو نجد کا غلہ نہیں ملے گا' نبی ؐ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ تڑپ گئے اور مکہ والوں کو غلہ بھیجنے کا حکم صادر فرمایا۔

غرض جہاں تک انسانی رشتوں کا معاملہ ہے اس کی بنیاد رحم' ہمدردی اور محبت پر ہے...... حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء." (تم زمین والوں پر رحم کرو' آسمان والا تم پر رحم کرے گا)۔ (ترمذی)

آپ ؐ کا یہ ارشاد گرامی بھی سنہرے حرفوں میں لکھنے کے قابل ہے' جس میں آپ ؐ نے ارشاد فرمایا: حضرت انس اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے عیال نہیں' لیکن اس سے بڑھ کر اس کے لئے اس کی مخلوق ہے' تو اس کی تمام مخلوق میں اللہ کا سب سے زیادہ پیارا وہ ہے جس کی نظروں میں اس کی مخلوق سب سے پیاری ہو (جیسا کہ والدین کو سب سے زیادہ پیارا وہ شخص معلوم ہوتا ہے' جس کی نظروں میں اس کی اولاد سب سے پیاری ہو)۔ (رواہ بیہقی فی شعب الایمان وفی احادیث وصحاح مایدل علی ہذا مشکوٰۃ باب الرحمۃ الخلق صفحہ ۴۲۵)۔

اسلام کی ان تعلیمات کی روشنی میں یہ کہنا درست ہوگا کہ انسانی تعلقات میں بنیادی چیز انسانیت ہے' جس کے نتیجے میں باہمی ہمدردی' اخوت' مساوات اور دلسوزی کے جذبات ابھرتے ہیں اور ایک ایسا انسانی سماج بنتا ہے' جس میں اصل رشتہ انسان ہونے کا ہے۔

اب رہا مذہب کا معاملہ تو اللہ تعالیٰ نے دین و مذہب کے معاملے میں انسانوں کو آزادی دی ہے کہ وہ جس راہ پر چلنا چاہیں چلیں اور جو راستہ اختیار کرنا چاہیں کریں: "لا اکراہ فی الدین" (دین کے معاملے میں کسی کے اوپر زور زبردستی نہیں ہے)۔

لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین دنیا کے آغاز سے لے کر دین اسلام رہا ہے: "ان الدین عنداللہ الاسلام" (بے شک دین تو اللہ کی نظر میں بس اسلام ہے) اور یہ بھی ارشاد فرمایا: "ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ" (جو اسلام کے علاوہ کوئی اور راہ اختیار کرے گا وہ ہرگز قابل قبول نہیں ہے)۔

اس حقیقت کو انسانوں کے سامنے پیش کرنا' ان کو دعوت دینا' حکمت کے ساتھ ان کو سمجھانا اللہ کے پیغمبروں کا طریق رہا ہے اور یہ بھی سچ ہے کہ دین کے رشتے سے اخوت کا ایک اور طاقت ور احساس ابھرتا ہے۔

وحدت الٰہ' وحدت انسانی اور وحدت دین

کے باوجود اس بات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ انسان اور انسانوں کے درمیان انسانیت کا تعلق بھی کوئی معمولی تعلق نہیں ہے اور دینی برادری کے علاوہ انسانی برادری کی کم اہمیت نہیں ہے۔

انسانی اور دعوتی نقطۂ نظر سے اپنے برادران وطن کے ساتھ ہمدردی اور غمگساری کے رشتوں کو زیادہ سے زیادہ ابھارنا' مذہب کے فرق کے باوجود ان کو انسانی بھائی سمجھنا سب سے بڑھ کر ان لوگوں کی ذمہ داری ہے' جن کا بنیادی عقیدہ ہی یہ ہے کہ تمام انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ شیخ سعدیؒ نے اس حقیقت کو کیا خوب بیان کیا:

بنی آدم اعضائے یک دیگر اند
کہ در آفرینش ز یک جوہر اند
چوں عضوے بدرد آورد روزگار
دگر عضو ہارا نماند قرار

یعنی آدم کی اولاد اور تمام انسان ایک دوسرے کے اعضاء کی طرح ہیں کیونکہ پیدائش میں سب ایک ہی جوہر سے پیدا کئے گئے ہیں' جب ایک عضو میں تکلیف ہوتی ہے تو جسم کے دوسرے حصوں کو بھی قرار نہیں رہتا۔

البتہ ہمدردی' غمگساری اور انسانی رشتوں کا تقاضا ہے کہ ہم ان کو مناسب انداز میں حق وباطل کا فرق سمجھائیں اور حکمت کے ساتھ سیدھے راستے کی نشان دہی کرتے رہیں کہ یہ ہمارا فرض منصبی بھی ہے۔ اگر آپ پانی پینا چاہیں تو گلاس کو قریب لاکر ہونٹوں سے لگانا پڑے گا' دور دور سے پانی حلق تک نہ پہنچ سکے گا' حق پہنچانا ہے تو قریب آیئے' قریب لایئے' یہ بھی لحاظ رہے کہ آپ اثر انداز ہوں' اثر قبول کرنے والے نہ بن جائیں۔

☆☆..........☆☆

اسلام کو چھوڑنے کے نتیجہ میں رسوائی

مسلم فاتح اول بیت المقدس امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بیت المقدس کے فتح کے موقع پر مسلمانوں سے خطاب:

"تم لوگ دنیا میں سب سے زیادہ ذلیل' سب سے زیادہ حقیر اور سب سے کم تھے' اللہ تعالیٰ نے تم کو اسلام کے ذریعے عزت دی' اب اگر تم اسلام کے علاوہ کسی اور چیز سے عزت حاصل کرنا چاہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ذلیل کردے گا۔" (البدایہ والنہایہ)

مرسلہ: مولانا محمد نذر عثمانی' حیدرآباد

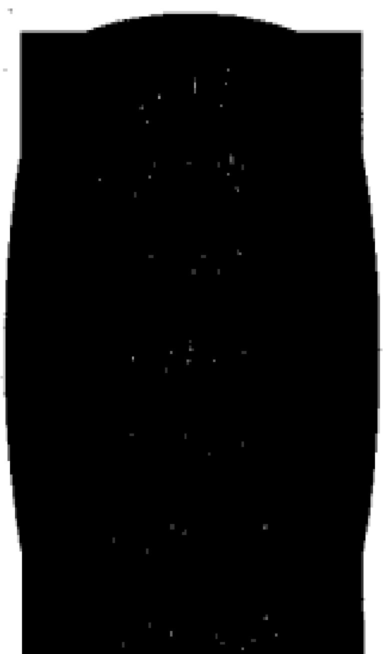
مساجد کے لئے خاص رعایت

جبار کارپٹس

پتہ:
این آر ایونیو' نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک "جی" "برکات حیدری" ناظم آباد
فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503
E-mail :jabbarcarpet@cyber.net.pk

رفع و نزول عیسیٰ

چند گزارشات

مولانا بدر عالم میرٹھیؒ

۱:..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع و نزول بے شک عالم کے عام دستور کے خلاف ہے' لیکن ذرا اس پر بھی تو غور فرمایئے کہ ان کی ولادت کیا عالم کے عام دستور کے موافق ہے؟ بایں ہمہ اس اعجازی ولادت کا ذکر خود قرآن کریم نے فرمایا ہے' پھر ان کا نزول عالم کے درمیانی واقعات میں سے نہیں بلکہ عالم کی تخریب کی علامات میں شمار ہے اور تخریب عالم یعنی قیامت کی بڑی علامات میں سے ایک علامت بھی ایسی نہیں جو عالم کے عام دستور کے موافق ہو' لہٰذا اگر ان کے نزول کو قیاس کرنا ہی ہے تو عالم کے تعمیری دور کی بجائے اس کے تخریبی دور پر قیاس کرنا چاہئے۔

۲:..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا مسئلہ صرف عام انسانوں کی موت پر قیاس کرکے طے کر دینا صحیح نہیں' کیونکہ عام انسانوں کی حیات و موت سے مذہبی عقیدہ کا کوئی تعلق نہیں ہوتا' اس لئے وہ صرف ظن و تخمین سے بھی طے کیا جاسکتا ہے' اس کے برخلاف اس اولوالعزم رسول کی موت و حیات کا مسئلہ ہے' اس سے مذہبی عقیدے کا تعلق ہے' مزید برآں یہاں ایک طرف کتاب و سنت کی تصریحات' دوسری طرف نصاریٰ کی مذہبی تاریخ ان کی حیات کی گواہی دے رہی ہیں' اس لئے اس کو صرف قیاس سے کیسے طے کیا جاسکتا ہے۔

۳:..... یہ بات بہت زیادہ غور کرنے کے قابل ہے کہ دنیا میں پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں' بلکہ ان میں سے بعض وہ بھی ہیں جن کو یہود ملعون نے قتل کیا ہے' مگر کیا ان کی موت میں کسی متنفس کو بھی اختلاف ہے' پھر خاص حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کے معاملہ میں بات کیا ہے کہ ان کی موت و حیات میں آج تک ان کی امت کو بھی اختلاف ہے؟ کیا اس سے یہ نتیجہ برآمد نہیں ہوتا کہ ان کی موت کا معاملہ ضرور دوسروں سے کچھ مختلف ہے؟

۴:..... لغت عرب میں موت کے لئے ایک صریح لفظ ''موت'' کا موجود ہے' پس اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت واقع ہو چکی تھی تو کیا وجہ ہے کہ ان کے معاملہ میں قرآن کریم نے اس صریح لفظ کو کہیں استعمال نہیں فرمایا' تاکہ ایک طرف ان کی موت کا مسئلہ طے ہو جاتا اور دوسری طرف ان کی الوہیت کا افسانہ بھی باطل ہو جاتا؟

۵:..... یہ کتنی تعجب کی بات ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت واقع ہو چکی تھی تو آج تک ان کی قبر کیسے لاپتہ رہی؟ جبکہ ان کی امت میں ان کے موافق اور مخالف دونوں فریق کسی انقطاع کے بغیر مسلسل چلے آرہے ہیں' دیکھئے! اس امت میں نہ معلوم کتنے اولیاء اللہ گزر چکے ہیں' جن کی وفات کو بڑی بڑی مدتیں گزر چکی ہیں' مگر ان کی قبروں کا لاپتہ ہونا تو درکنار اب تک وہ زندہ یادگاریں بنی ہوئی ہیں' پھر یہ کیسے قرین قیاس ہے کہ نصاریٰ کی اس فرط عقیدت کے باوجود ان کی قبر لاپتہ ہو جاتی۔

۶:..... ہم ہرگز اس امر کے مجاز نہیں کہ کسی اولوالعزم رسول کی اپنی جانب سے کوئی ایسی جدید تاریخ بنا ڈالیں جو اس کے موافق و مخالف میں سے کسی کو بھی مسلم نہ ہو' اور نہ اس کے لئے کوئی اور خارجی قطعی ثبوت موجود ہو' مثلاً یہ کہنا کہ عیسیٰ علیہ السلام سولی دیئے گئے' مگر وہ اس پر مرے نہیں بلکہ کشمیر جاکر مدتوں کے بعد اپنی موت سے مر گئے ہیں' یہ ان کی ایک ایسی جدید تاریخ ہے جس کا دنیا میں کوئی بھی قائل نہیں اور نہ اس کے لئے خارجی کوئی قطعی شہادت موجود ہے۔

۷:..... اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ سلف صالحین کے دور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہی عقیدہ تھا کہ وہ وفات پاچکے ہیں تو پھر تاریخی طور پر یہ ثابت کرنا ہوگا کہ مسلمانوں میں ان کی حیات کا عقیدہ کب سے پیدا ہوا؟ یہ واضح رہنا چاہئے کہ نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سب کے نزدیک بالاتفاق ثابت ہے' جو موت کہ متنازع فیہ ہے وہ ان کی گزشتہ موت ہے' پس اگر کسی کے قلم سے موت کا لفظ نکلا بھی ہو تو

جب تک یہ بھی ثابت نہ کیا جائے کہ وہ ان کی گزشتہ موت کا قائل ہے اور آیت نزول کا منکر ہے' اس وقت تک صرف موت کا لفظ پیش کرنا بالکل بے سود ہے۔

۸:...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں قرآنی آیات کی تفسیر صرف لغت کی مدد سے کرنی صحیح نہیں' بلکہ اس پر بھی نظر رکھنی لازم ہے کہ یہاں مدعیین کے بیانات کیا نقل کئے گئے ہیں؟ اور ان کے معاملہ کی پوری روئیداد کیا ہے؟ پھر جو قرآنی فیصلہ ہے وہ بھی اسی روشنی میں دیکھنا چاہئے۔

۹:...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں زیر بحث ان کا جسم ہی تھا' یہود اس کے قتل کے مدعی تھے اور نصاریٰ ان کے رفع کے قائل تھے' روح کا معاملہ نہ زیر بحث تھا' نہ یہ معاملہ زیر بحث آنے کے قابل تھا' ظاہر ہے کہ روح کا معاملہ ایک غیبی اور پوشیدہ معاملہ ہے' اس پر کوئی حجت قائم نہیں کی جاسکتی' نیز جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ابھی ثابت ہی نہیں ہے تو ان کی روح زیر بحث آ ہی کیسے سکتی ہے؟ اس کے علاوہ جب رفع روحانی میں عام مومنین بھی شریک ہوسکتے ہیں تو انبیاء علیہم السلام کے متعلق اس میں شبہ ہی کیا ہوسکتا ہے۔

۱۰:...... یہ بات بڑی اہمیت کے ساتھ غور کرنے کے قابل ہے کہ جب دوسرے انبیاء علیہم السلام کا مقتول ہونا قرآن کریم نے خود تسلیم کرلیا ہے' حالانکہ ان کے قاتلین بھی وہی یہود تھے جو یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے مدعی ہیں' پھر کیا وجہ ہے کہ اگر کسی کے مقتول ہونے سے اس کے رفع روحانی میں شبہ پیدا ہوسکتا تھا تو قرآن کریم نے ان کے رفع روحانی کی تصریح نہیں کی اور خاص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ تصریح کرنی کیوں ضروری بھی ہے' حالانکہ دیگر انبیاء علیہم السلام کے قتل سے بھی ان کا مقصد ان کے رفع روحانی کا انکار کرنا تھا' اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کسی کا مقتول ہوجانا اس کے لعنتی ہونے کا ہرگز ثبوت نہیں بن سکتا' ورنہ دوسرے مقتول انبیاء علیہم السلام کا لعنتی ہونا ماننا پڑے گا۔ نعوذ باللہ!

۱۱:...... یہ کتنی عجیب بات ہے کہ جب یہود نے "انا قتلنا" کہا (یعنی ہم نے ان کو یقیناً قتل کر ڈالا ہے) تو قرآن کریم نے ان کی تردید میں دوبار: "وما قتلوہ" فرمایا (یعنی ہرگز ان کو قتل نہیں کیا) لیکن جب عیسائیوں نے "ان عیسیٰ رفع" کہا (یعنی عیسیٰ علیہ السلام اٹھالئے گئے) تو اس نے ایک بار بھی "وما رفع" نہیں کہا (یعنی ہرگز نہیں اٹھائے گئے) بلکہ "بل رفعہ اللہ الیہ" کہہ کر ان کی اور تائید فرمادی۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اتنی بات میں یعنی ان کے رفع کے بارے میں نصاریٰ کا عقیدہ درست تھا؟

۱۲:...... قرآن کریم سے کہیں معلوم نہیں ہوتا کہ اہل کتاب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا مقدمہ بھی آپ کے سامنے پیش کیا تھا' بلکہ ان کے نزدیک وہ پیش کرنے کے قابل ہی نہ تھا' ظاہر ہے کہ جو فریق ان کے قتل کا یقین رکھتا ہو وہ ان کے نزول کی بحث ہی کیا کرسکتا تھا؟ ہاں جو فریق ان کے رفع جسمانی کا مدعی تھا' وہ لازمی طور پر ان کے نزول کا بھی قائل تھا' پس براہ راست ان کے نزول کا مسئلہ نہ ان کے نزدیک قابل بحث تھا نہ ان کے نزدیک۔ لہٰذا جب اس وقت یہ مسئلہ زیر بحث ہی نہ تھا تو قرآن کریم اس صریح لفظ کے ساتھ اس پر بحث کیسے کرتا' اس لئے یہ خیال کتنا غلط ہے کہ قرآن کریم میں چونکہ نزول کا صریح لفظ کہیں موجود نہیں' اس لئے ان کا نزول قابل تسلیم نہیں' جی ہاں رفع کا لفظ جہاں موجود تھا' کیا آپ نے اس کو مان لیا؟

۱۳:...... قرآن کریم اور حدیث نبوی پر سرسری نظر ڈالنے سے ہم پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ جہاں قرآن کریم کسی خاص مقصد سے بحث کا ایک پہلو لے لیتا ہے' وہاں حدیث نبوی فوراً اس کا دوسرا پہلو اپنے بیان میں لے لیتی ہے اور اس طرح اس کے دونوں پہلو سامنے آجاتے ہیں اور درحقیقت حدیث نبوی کے بیان ہونے کا منشاء بھی یہی ہے۔ اسی اصول کے مطابق چونکہ یہاں قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کا پہلو لے لیا تھا' اس لئے حدیث نے اس کا دوسرا پہلو یعنی نزول کا لے لیا اور اس کو اتنا روشن کیا' اس کی اتنی تفصیلات بیان کیں اور اس کو اتنا پھیلایا کہ اس کے بعد قرآن کریم میں رفع سے جسمانی رفع کے سوا روحانی رفع کا احتمال ہی باقی نہیں رہتا۔ ظاہر ہے کہ احادیث میں جو تفصیلات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی مذکور ہیں' ان میں جسمانی نزول کے سوا دور کا بھی کوئی دوسرا احتمال نہیں' لہٰذا ماننا پڑتا ہے کہ جو شخص اپنے جسم کے ساتھ اترے گا' وہ ضرور اپنے جسم ہی کے ساتھ اٹھایا گیا تھا اور اس طرح اب آپ جتنا قرآنی رفع کو حدیثی نزول' اور حدیثی نزول کو قرآنی رفع کے ساتھ ملا ملا کر پڑھتے جائیں گے' اتنا ہی آپ پر یہ روشن ہوتا چلا جائے گا کہ جو شخص جسم کے ساتھ اترے گا' وہ ضرور اپنے جسم ہی کے ساتھ اٹھایا گیا تھا' اور جو جسم کے ساتھ اٹھایا گیا تھا' وہ ضرور اپنے جسم ہی کے ساتھ اترے گا۔

۱۴:...... یہ سوال بھی کتنا عجیب ہے کہ اگر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسم ہی کے ساتھ نازل ہوں گے تو کیا لوگ ان کو اپنی آنکھوں سے اترتا ہوا بھی دیکھیں گے؟ ظاہر ہے کہ اگر یہ سوال ان کے آسمان پر جانے کے متعلق ہوسکتا ہے تو اترنے کے متعلق بھی ہوسکتا ہے۔ اس کی مثال بالکل ایسی ہوگی جیسا یہ کہا جائے کہ اگر تخت بلقیس کا حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آنا تسلیم کرلیا جائے تو کیا اس کو لوگوں نے اڑتا ہوا بھی دیکھا تھا؟ یا مثلاً اگر شق القمر کا معجزہ تسلیم کیا جائے تو کیا چاند کا دو ٹکڑے ہوکر اس کا پھر مل جانا عام لوگوں نے بھی دیکھا تھا؟ پس جو حیثیت اس سوال کی ان سے ثابت شدہ مقامات میں ہوگی' وہی حیثیت اس کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں سمجھنی چاہئے۔

۱۵:...... یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ جب کوئی واقعہ اپنے دلائل کے ساتھ ثابت ہوجاتا ہے تو اس میں ضمنی اختلافات کا پیدا ہوجانا اس کی واقعیت پر ذرا اثر انداز نہیں ہوتا۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت اور آپ کی عمر شریف میں بھی اختلافات منقول ہیں' مگر اس وجہ سے آپ کی ولادت یا آپ کی وفات میں کوئی ادنیٰ شبہ پیدا ہوسکتا ہے؟ پھر یہ کتنی ناانصافی ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں راویوں نے بعض غیر متعلق باتوں میں اختلاف کیا ہے تو اس کی وجہ سے ایک متفق علیہ واقعہ کا بھی انکار کردیا جائے؟ کیا نماز کی ہیئت' زکوٰۃ' روزے اور حج کی روایات میں اختلاف نہیں؟ پھر کیا اس کی وجہ سے ان کے ثبوت بلکہ ان کی دین کا رکن ہونے میں کسی مسلمان کو ادنیٰ شبہ ہے؟

۱۶:...... دین اسلام کا یہ بھی ایک طرۂ امتیاز ہے کہ اس کے بیانات میں غیر متعارف مجازات اور نامانوس استعارات کا کہیں استعمال نہیں ہوا اور درحقیقت آخری دین کی یہی صفت ہونی بھی چاہئے' اس کے برخلاف یہود و نصاریٰ ہیں جن کے ہاں بات بات میں استعارات حتیٰ کہ توحید جو کہ اصول دین میں داخل ہے' اس میں بھی مجاز و استعارہ کا دخل موجود ہے۔

۱۷:...... صریح الفاظ کی تاویل کرنی بھی مبارک نہیں ہوئی' اسی منحوس عادت کی بدولت یہود و نصاریٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق صریح پیش گوئیوں کے منکر ہوگئے اور اسی بدولت یہود نے پہلی بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مسیح ہدایت ہونے کا انکار کیا اور آخر میں ان کی بجائے دجال کی تصدیق کریں گے' یعنی اس کو مسیح ہدایت مانیں گے' لہٰذا اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اس صاف پیش گوئی میں پھر وہی تاویل کی راہ اختیار کی گئی تو وہ بھی ہرگز مبارک نہیں ہوگی اور اس کا نتیجہ یہی نکلے گا کہ جب مسیح برحق نازل ہوں تو ان کا انکار کردیا جائے اور اگر بالفرض ان صریح بیانات کی تاویل کرنی بھی درست ہے' تو پھر کیا وجہ ہے کہ یہود و نصاریٰ آپ کی آمد کی پیش گوئیوں میں تاویل کرنے میں معذور نہ ٹھہرائے جائیں؟ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

۱۸:...... آخر میں یہ تنبیہ کرنی ضروری ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں ان کی حیات و وفات پر بحث کی کوئی اہمیت نہیں ہے' کیونکہ مسلمان اگر ان کی حیات کے قائل ہیں تو وہ صرف ان کی عام حیات کے قائل نہیں بلکہ اس حیات کے قائل ہیں جو رفع کے بعد اس وقت بھی آسمانوں میں ان کو حاصل ہے' اسی طرح یہود اگر ان کی موت کے قائل ہیں تو وہ بھی ان کی عام موت کے قائل نہیں ہیں' بلکہ اس موت کے قائل ہیں جو خود ان یہودیوں کے فعل سے واقع ہوئی ہے' اب اگر آپ ان کی حیات و موت کو رفع و قتل کی بحث سے الگ کرکے دیکھیں تو پھر خود انصاف فرمائیے کہ اس کی کیا اہمیت رہ جاتی ہے؟ جس بات سے ان کی حیات و موت کی اہمیت پیدا ہوتی ہے' وہ صرف ان کے رفع و قتل کا مسئلہ ہے' اس لئے یہاں حیات و وفات کو اصل موضوع بنائے رکھنا بالکل ایک عبث مشغلہ ہے اور اسی طرح اس کی جواب دہی میں مصروف رہنا بھی اضاعت وقت ہے' یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے ان کے رفع و قتل ہی کو موضوع بحث بنایا ہے اور صرف حیات و موت کو بحث کے قابل نہیں سمجھا۔

☆☆..........☆☆

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار' میٹھادر کراچی
فون: 745573

امین الامت

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ

مولانا محمد اقبال رنگونی

حضرت تمیم بن عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ شام کی جنگ میں' میں حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا' میں نے دیکھا کہ مسلمانوں کے سرداروں میں حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے زیادہ اس معرکہ میں کوئی سردار نہیں لڑا۔

علامہ واقدیؒ کہتے ہیں کہ میری تحقیق یہ ہے کہ اس موقع پر جو بھی آپ (ابوعبیدہ بن الجراحؓ) کے مقابل آیا تھا' سب کے سب آپؓ کے ہاتھ مارے گئے' کوئی بھی زندہ بچ کر نہ جاسکا' حتیٰ کہ دشمنوں کا سردار جرجی بن قالا بھی آپؓ کے ہاتھ مارا گیا۔

جب رومی لشکروں کے بارے میں آپؓ کو اطلاع دی گئی' تو آپؓ نے مسلمانوں کے لشکر سے مشورہ طلب کیا' ان میں سے کسی نے جواب نہ دیا' آپؓ نے فرمایا کہ اللہ تم پر رحم فرمائے' مشورہ دیجئے' یہ سن کر ایک بزرگ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے امیر محترم! آپ کی شان نہایت ارفع واعلیٰ ہے' آپؓ کی ذات والا صفات وہ ہے کہ اس کی رفعت مکان اور شان میں ایک آیت قرآن مجید میں نازل ہوئی ہے' نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو اس امت کا امین مقرر فرمایا ہے' لہٰذا آپؓ ہی ہمیں مشورہ دیجئے۔ (فتوح الشام)

آپؓ کے نزدیک قلت وکثرت کوئی معنی نہیں رکھتی تھی' اور نہ ہی مخالفین کے بھاری جسم اور ان کی انفرادی قوت سے آپؓ خوف کھاتے تھے' آپؓ نے اہل حمص کے نام ایک مکتوب میں اسے بطور خاص بیان کیا' آپؓ نے لکھا:

"اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے اکثر علاقے ہمارے ہاتھ فتح کرادیے ہیں' اس شہر کی بڑائی' آبادی کی کثرت' اس کی مضبوطی' کھانے پینے کی افراط اور آدمیوں کی کثرت اور تمہارے بھاری بھرکم جسم تمہیں کہیں دھوکے میں نہ ڈال دیں' اس لئے میں تمہیں ایسے دین کی طرف بلاتا ہوں' جسے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے پسند کیا ہے اور ایسی شریعت کی طرف دعوت دیتا ہوں جسے ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس لے کر آئے' ہم نے سنا اور آپ کی اطاعت کی......الخ" (فتح الشام)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ کا بہت احترام کرتے تھے اور آپؓ کے مشوروں کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے' وہ جانتے تھے کہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی خوبیوں سے نوازا ہے' اسلامی قافلے کی حفاظت اور جنگ وجہاد کے بارے میں آپؓ کی رائے بڑی وقیع ہوتی ہے' انہوں نے ایک مرتبہ فرمایا: "حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ مومنوں کے حق میں تو نرم ہیں' لیکن خدا کے دشمنوں کے لئے بڑے سخت واقع ہوئے ہیں۔"

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب ملک پر لشکر کشی کے لئے مختلف گروہ بھیجے تو آپؓ کو حمص کی جماعت کا امیر بنایا اور فرمایا کہ جب سارے گروہ کسی ایک جگہ جمع ہوجائیں تو ان سب کے سربراہ ابو عبیدہ بن الجراح ہوں گے اور بنفس نفیس کچھ دور تک آپؓ کو رخصت کرنے آئے اور راستے میں آپؓ کو قیمتی نصیحتیں فرمائیں' ان میں یہ بات بھی فرمائی کہ:

"خدا کی قسم! مجھے امید ہے کہ (اے ابوعبیدہؓ) تم ان لوگوں میں سے ہو جو اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ ڈرتے ہیں' جو دنیا سے مطلق کوئی لگاؤ نہیں رکھتے' جو آخرت کے طالب ہیں......!!"

اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں آپ کس درجہ محترم تھے؟ ایک مرتبہ حضرت صدیق اکبرؓ نے عرب کے مشہور شہسوار حضرت قیس بن مکشوح سے کہا کہ میں تمہیں ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ "امین" کی قیادت میں بھیج رہا ہوں' جو ایسے آدمی ہیں کہ ان کے ساتھ کوئی زیادتی بھی کرتا ہے تو وہ اسے برداشت کرلیتے ہیں' جو ان کے ساتھ برائی سے پیش آتا ہے اسے معاف کردیتے ہیں' جو ان سے تعلق توڑتا ہے وہ

اس سے تعلق پیدا کر لیتے ہیں' وہ مسلمانوں پر نہایت شفیق ہیں اور کافروں پر بہت سخت' اس لئے تم لوگ کسی معاملے میں ان کی نافرمانی یا مخالفت نہ کرنا' وہ تمہیں جو حکم دیں گے تمہاری بھلائی کے لئے دیں گے۔(بحوالہ رحمت عالم کے سو شیدائی)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی آپؓ کے بہت قدرداں تھے اور آپ کو امت مسلمہ کا ایک عظیم رہبر جانتے تھے' ایک مرتبہ آپؓ نے فرمایا کہ اگر ابو عبیدہؓ زندہ ہوتے تو میں ان کو مسلمانوں کا خلیفہ بنادیتا' پھر اگر اللہ مجھ سے پوچھتا تو میں کہتا کہ میں نے آپؓ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس امت کے امین ابو عبیدہؓ ہیں:

"لو ادرکت عبیدة بن الجراح فاستخلفته فسالنی عنه ربی فقلت سمعت نبیک یقول هو امین هذا لامة."

(طبقات ج۳ص۳۱۵)

"قلت استخلفت امین اللہ وامین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم." (مستدرک ج۳ص:۳۰۰)

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بتاؤ تمہاری تمنائیں کیا ہیں؟ ان میں سے ایک نے کہا کہ میری خواہش ہے کہ یہ سارا گھر سونے چاندی سے بھرا ہوا اور میں یہ سارا مال اللہ کے راستے میں خرچ کر ڈالوں' دوسرے نے کہا کہ میری تمنا ہے کہ یہ گھر موتی' یاقوت اور دوسرے جواہرات سے بھرا ہو' اور میں یہ سارا مال اللہ کے راستہ میں دے دوں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: "میری تمنا تو یہ ہے کہ یہ گھر حضرت ابو عبیدہؓ جیسی ہستیوں سے بھرا ہوا ہو۔" (مستدرک)

فتح دمشق' فتح حمص میں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے حسن انتظام اور تدبیر و تحمل کے نتیجے میں مسلمانوں کی ایک قلیل تعداد نے رومیوں کے ہزاروں فوجیوں کو شکست سے دوچار کر دیا اور اردن کے تمام مقامات کلمہ توحید سے گونجنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ سے کئی ممالک پر اسلام کے پرچم لہرائے' ملک شام کے کئی علاقے آپؓ کی کوششوں سے اسلامی علاقے بنے اور یہاں پہلے سے بسے بہت سے عیسائی قبائل آپؓ کی دعوت و تبلیغ سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا وہ بھی آپ کے اخلاق عالیہ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ خدا ترسی اور زہد و اتقاء میں بہت آگے تھے اور اطاعت رسول اور انفاق فی سبیل اللہ میں دوسرے صحابہؓ سے کم نہ تھے۔ ایک مرتبہ آپ لشکر اسلام کے ساتھ جا رہے تھے' اس وقت حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ نے ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! سن لو: بہت سے لوگ اپنے کپڑے کو اجلا رکھنے والے ہیں اور اپنے دین کو میلا کرنے والے ہیں' سن لو: بہت سے لوگ اپنے نفس کی تعظیم کرنے والے ہیں' حالانکہ وہ اپنے نفس کی اہانت کرتے ہیں' اے لوگو! پرانے گناہوں کو نئی نیکیوں سے دور کرو' پس اگر تم میں سے اس مقدار گناہ کرلے جتنا کہ اس کے اور آسمان کے درمیان فاصلہ ہے' پھر ہر ایک نیکی کرلے تو یہ ایک نیکی ان گناہوں سے اوپر چلی جائے گی' یہاں تک کہ ان سب گناہوں کو دبا دے گی۔" (حلیۃ الاولیاء)

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ: "مومن کے دل کی مثال چھوٹی سی چڑیا کی طرح ہے جو ہر دن میں کتنی مرتبہ ادھر سے ادھر پلٹ جاتی ہے۔" (ایضاً)

والی حلب یوقنا نے جب حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تو آپ نے ان سے ارشاد فرمایا:

یوقنا! تم آج گناہوں سے ایسے پاک وصاف ہوگئے گویا ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو' یاد رکھو دنیا مومن کے لئے جیل خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت' مومن یہ یقین رکھتا ہے کہ آخر میرا ٹھکانہ میری قبر ہے' میری مجلس میری خلوت ہے' نصیحت قبول کرنا میرا تفکر و تدبر ہے' میری گفتگو اور بات چیت کرنا قرآن شریف ہے' میرا رب میرا انیس ہے' ذکر واذکار میرا رفیق ہے' زہد میرا ہمنشین اور مصاحب ہے' غمگین رہنا میری شان ہے' بھوکا رہنا میرا کھانا کھا لینا ہے' حکمت میرا کلام ہے' مٹی میرا بسیرا ہے' تقویٰ میرا زاد راہ ہے' خاموش رہنا میرا مال غنیمت ہے' صبر میرا معتمد ہے' توکل میرا حسب ہے' عقل میری راہبر ہے' عبادت میرا پیشہ ہے اور جنت میرا گھر ہے۔

یوقنا! یہ خوب سمجھ لو! حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں: میں تین آدمیوں پر تعجب کرتا ہوں: "اول ایسے غافل پر کہ جس سے غفلت نہیں گئی' دوسرے دنیا دار طالب کہ موت اس کی جستجو میں ہو' تیسرا وہ محلات کا بنانے والا جس کے رہنے کی جگہ قبر ہے۔"

ہمارے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جسے چار چیزیں دی گئیں' اسے چار چیزیں اور مل گئیں' اس کا ذکر قرآن میں اس طرح ہے کہ جس کو ذکر الٰہی اور یاد خدا کا مرتبہ دیا گیا' اسے اللہ تعالیٰ یاد کرتے ہیں۔

چنانچہ قرآن کریم میں ہے: "فاذکرونی

اذکرکم" (تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا)' دوسرے جسے دعا کی توفیق عنایت کی گئی تو مقبولیت کا درجہ بھی ساتھ ہی عنایت ہوا' فرماتے ہیں: "ادعونی استجب لکم" (مانگو میں قبول کرو گا)" "لئن شکرتم لازیدنکم" (اگر تم میرا شکر ادا کرو گے تو میں اپنی نعمتوں کو اور زیادہ مبذول کروں گا)' چوتھے جسے طلب مغفرت کی دعا کی توفیق ملی اسے مغفرت بھی نصیب ہوگئی۔ اللہ پاک فرماتے ہیں: "استغفروا ربکم انه کان غفارا" (اپنے رب سے بخشش چاہو وہ بہت بڑے بخشنے والے ہیں)۔ (فتوح الشام)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب شام کے سفر پر گئے تو دیکھا کہ بہت سے افسر زرق برق لباس زیب تن کئے ہوئے ہیں تو آپ سخت ناراض ہوئے اور ان کی طرف سنگ ریزے اٹھا کر پھینکنے لگے کہ تم نے عجمی عادتیں اختیار کرلی ہیں' مگر جب حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ پر نظر پڑی تو دیکھا کہ آپ کی سادگی اسی طرح برقرار ہے جس طرح پہلے تھی' اس پر آپ نے فرمایا کہ ابو عبیدہؓ تم نے کوئی ضروری سامان تو رکھ لیا ہوتا' تو آپ ابو عبیدہؓ نے فرمایا کہ: "میرے لئے تو بس یہی کافی ہے۔" (ریاض)

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو ایک بڑی رقم بھیجی' آپ نے وہ ساری رقم تقسیم کردی' اپنے لئے ایک چیز بھی نہ رکھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب یہ خبر ملی تو آپ نے اس پر کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ اسلام میں آج بھی ایسے لوگ موجود ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ بھی فرماتے تھے کہ دنیا نے ہم سب کو بدل ڈالا' مگر ابو عبیدہؓ پر اثر انداز نہ ہوسکی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب ملک شام آئے تو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے گھر بھی تشریف لے گئے' انہوں نے دیکھا کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں سوائے تلوار' ڈھال اور ان کے کجاوے کے اور کچھ نہ تھا۔ (حلیۃ الاولیاء)

حضرت ابو عبیدہؓ اپنے کجاوے کی چادر پر لیٹے ہوئے تھے اور گٹھڑی کا تکیہ بنا رکھا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ کیا تم نے وہ نہیں لیا جو تمہارے اور ساتھیوں نے لیا ہے؟ حضرت ابو عبیدہؓ نے فرمایا کہ اے امیر المؤمنین! یہ میری خواب گاہ تک (یعنی قبر تک) پہنچانے کے لئے کافی ہے۔ (ایضاً)

ایک مرتبہ کچھ لوگ حضرت ابو عبیدہؓ سے ملنے آئے تو دیکھا کہ آپ رو رہے ہیں' انہوں نے آپؓ سے رونے کی وجہ پوچھی تو آپؓ نے فرمایا:

"مجھے اس بات پر رونا آ گیا کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتوحات کا ذکر فرمایا اور ان میں شام کی فتح کی بھی بشارت دی تھی' پھر آپؐ نے فرمایا: اے ابو عبیدہؓ! اگر تم کچھ دنوں زندہ رہے تو تیرے لئے تین غلام اور تین گھوڑے کافی ہوں گے' مگر میں اب دیکھ رہا ہوں کہ آج ہمارے گھروں میں غلاموں اور ہمارے اصطبل میں گھوڑوں کی کثرت ہے' تم ہی بتاؤ! اب میں کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملوں گا؟ کیونکہ آپ کی وصیت تھی کہ تم میں سے مجھے زیادہ محبوب اور میرے قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ سے اس حال میں ملے' جس حالت میں' میں اسے چھوڑ کر جارہا ہوں۔"

(مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۲۵۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جنت کی بشارت سنادی تھی اور اس بشارت کا یقینی ہونا بھی واضح تھا' پھر بھی حضرت ابو عبیدہؓ کی خشیت کا عالم یہ تھا کہ آپ فرماتے تھے کہ: "کاش! کہ میں ایک مینڈھا ہوتا اور میرے گھر والے مجھے ذبح کرکے کھاپی گئے ہوتے۔" (طبقات' سیر اعلام النبلا)

حضرت ابو عبیدہؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت علی المرتضیٰؓ حضرت عباسؓ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما کا بہت زیادہ ادب کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ حضرات اللہ کے ہاں بہت اونچا مقام رکھتے ہیں' جنگ یرموک کے موقع پر ان بزرگوں نے آپ کے حق میں دعا کی' اس کی خبر کسی نے حضرت ابو عبیدہؓ کو دی تو آپ نے فرمایا: تم بالکل سچ کہتے ہو' یہ حضرات اللہ عزوجل کے نزدیک نہایت مکرم ہستیاں ہیں' ان کی دعائیں بھی رد نہیں کی جاتیں۔ (فتوح الشام)

جب اردن کے علاقہ میں وہ تاریخی طاعون پھیل پڑا' جس نے بے شمار انسانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا' اس کی خبر حضرت عمر فاروقؓ کو ملی تو آپ کا دھیان فوراً حضرت ابو عبیدہؓ کی طرف منتقل ہوا' کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ حضرت ابو عبیدہؓ کی زندگی کس قدر قیمتی ہے' حضرت عمرؓ نے حضرت ابو عبیدہؓ کو اسی وقت ایک خط لکھا:

"سلام کے بعد عرض یہ ہے کہ مجھے آپ سے ایک ضروری کام پیش آ گیا ہے' جس کے متعلق میں آپ سے بالمشافہ گفتگو کرنا چاہتا ہوں' سو میں یہ بات تاکیداً لکھتا ہوں کہ آپ جونہی میرا یہ خط دیکھیں' فوری طور پر میری طرف روانہ ہوجائیں' اس میں تاخیر نہ کریں۔"

حضرت ابو عبیدہؓ اس خط کو پڑھتے ہی سمجھ گئے

کہ امیر المومنینؓ دراصل مجھے اس علاقہ سے نکالنا چاہتے ہیں' پھر آپؓ نے اپنے ساتھیوں کو بلایا اور ان سے کہا کہ امیر المومنینؓ کا خط آیا ہے اور میں ان کی ضرورت سمجھ گیا ہوں' وہ ایک ایسے آدمی کو باقی رکھنا چاہتے ہیں جو باقی رہنے والا نہیں ہے' پھر حضرت ابو عبیدہؓ نے امیر المومنین حضرت عمرؓ کے نام خط لکھا:

''آپ مجھے جس ضرورت کے لئے بلا رہے ہیں وہ مجھے معلوم ہے' چونکہ میں مسلمانوں کے ایسے لشکر کے درمیان ہوں' جس کے لئے میں اپنے دل میں اعراض کا کوئی جذبہ نہیں پاتا۔ سو میں ان کو اپنے سے جدا کر کے اس وقت تک آنا نہیں چاہتا جب تک اللہ تعالیٰ میرے اور ان کے بارے میں اپنی تقدیر کا حتمی فیصلہ نہیں کر دیتا' اس لئے آپ میری طرف سے معذرت قبول کیجئے اور مجھے اپنے لشکر کے درمیان ہی میں رہنے دیجئے۔'' (البدایہ والنہایہ)

حضرت عمر فاروقؓ کو جب یہ خط پہنچا تو اس خط کو پڑھ کر وہ آبدیدہ ہوگئے' حاضرین مجلس نے پوچھا کہ کیا حضرت ابو عبیدہؓ فوت ہوگئے ہیں؟ آپ نے کہا نہیں' لیکن اس خط سے ایسا لگتا ہے کہ وہ وقت آنے والا ہے' پھر آپؓ نے حضرت ابو عبیدہؓ کے نام دوسرا خط لکھا' جس میں پورے لشکر کو کسی ایسی جگہ لے جانے کی تاکید کی جہاں کی آب وہوا اچھی ہو (اور وہاں طاعون کے اثرات نہ پہنچے ہوں) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں کہ امیر المومنینؓ کا یہ خط پہنچا تو حضرت ابو عبیدہؓ نے مجھے کسی ایسی جگہ کی تلاش کے لئے بھیجا' جب میں اپنے گھر گیا تو معلوم ہوا کہ میری اہلیہؓ اس طاعون میں مبتلا ہو چکی ہیں' میں نے اس کی خبر حضرت ابو عبیدہؓ کو دی' چنانچہ حضرت ابو عبیدہؓ خود اس جگہ کی تلاش کے لئے تیار ہوئے' اونٹ تیار کیا' ابھی حضرت ابو عبیدہؓ اس پر سوار ہو ہی رہے تھے کہ آپ پر بھی طاعون کا حملہ ہوگیا اور آخر اسی مرض میں آپ اللہ کو پیارے ہوگئے' حضرت ابو عبیدہؓ نے اپنے آخری لمحات میں مسلمانوں کو بلا کر وصیت فرمائی:

''نماز' روزہ' خیرات وحج کا خیال رکھنا' ایک دوسرے کو نیکی کے کاموں کی وصیت کرتے رہنا' اس کا خیال رکھنا کہ دنیا کی یہ چند روزہ زندگی کہیں تمہیں غفلت میں نہ ڈال دے' اللہ تعالیٰ نے تم سب کے لئے موت لکھ دی ہے' تم مرنے والے ہو' اللہ کے احکام کی تابعداری کرنا اور آخرت کے دن کام آنے والے اعمال اختیار کرنا۔''

حضرت معاذ بن جبلؓ بھی اس مجلس میں حاضر تھے' جب آپؓ انتقال کر گئے تو حضرت معاذ بن جبلؓ آپ کی میت کے پاس آئے اور وہاں کھڑے ہو کر فرمایا:

''میں نے کسی کو صاف دل والا' دھوکہ دینے سے دور رہنے والا' عام لوگوں سے زیادہ محبت کرنے والا اور تمام لوگوں کو نصیحت کرنے والا ابو عبیدہؓ سے بڑھ کر نہیں دیکھا' پس تم سب ان کے لئے دعائے رحمت کرو اور ان کی نماز جنازہ کے لئے آجاؤ۔'' (ریاض النضرۃ)

حضرت معاذ بن جبلؓ حضرت عمرو بن العاصؓ اور ضحاک بن قیسؓ نے آپ کو قبر میں اتارا' جب مٹی ڈالی جا چکی تو حضرت معاذ بن جبلؓ نے پھر سے درد بھری آواز میں آپ کے مناقب بیان کئے اور فرمایا کہ آپؓ اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے تھے' آپؓ بہت متواضع تھے' آپؓ جاہلوں سے الجھتے نہ تھے' آپؓ یتیموں اور مسکینوں پر رحم فرمانے والے اور ان کا خیال کرنے والے تھے' آپؓ خائنوں اور متکبروں کو سخت ناپسند کرتے تھے۔

قصہ مختصر یہ کہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ بہت سی خوبیوں اور کمالات کے حامل اور ایک جامع شخصیت تھے۔

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں: آپؓ کے مناقب بہت زیادہ ہیں۔ (تہذیب)

حضرت ابو ذر غفاریؓ کہتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو عبیدہ بن الجراحؓ جنتی ہیں اور جنت میں ان کے رفیق حضرت ادریس علیہ السلام ہوں گے۔

حافظ ابن کثیرؒ آپؓ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

''آپؓ اس امت کے امین اور ان دس اشخاص میں سے ایک ہیں' جنہیں جنت کی بشارت دی گئی ہے اور ان پانچ اشخاص میں سے ایک ہیں جنہوں نے ایک ہی دن اسلام قبول کیا تھا اور وہ یہ ہیں: عثمان بن مظعون' عبیدہ بن الحارث' عبدالرحمٰن بن عوف' ابو سلمہ بن عبدالاسد اور ابو عبیدہ بن الجراح رضوان اللہ علیہم اجمعین' ان لوگوں نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا' آپؓ نے معرکہ بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شمولیت اختیار کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بارے میں فرمایا: بلاشبہ ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے' اس امت کے امین

ابوعبیدہ بن الجراح ہیں۔ یہ حدیث صحیحین سے ثابت ہے نیز صحیحین میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سقیفہ کے دن فرمایا کہ میں دو آدمیوں میں سے ایک کی بیعت کرنے پر تیار اور راضی ہوں' یعنی عمر بن الخطاب اور ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہما کی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپ کو چوتھائی فوج کا امیر بنا کر ملک شام بھیجا' پھر آپ نے حضرت خالدؓ کو عراق سے بلایا تو وہ ماہر جنگ ہونے کی بنا پر ابوعبیدہ بن الجراحؓ پر امیر مقرر ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے پھر حضرت خالدؓ کو امارت سے ہٹا کر ابوعبیدہؓ کو امیر بنایا اور آپؓ کو حضرت خالدؓ سے مشورہ لینے کا امر فرمایا' پس امت حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ کی امانت اور حضرت خالدؓ کی شجاعت کے درمیان جمع ہوگئی۔ ابن عساکرؒ کا بیان ہے کہ آپ پہلے شخص ہیں' جنہیں شام میں امیر الامراء کا نام دیا گیا۔ مورخین کا بیان ہے کہ آپ دراز قد' نحیف' خمیدہ' دبلے چہرے والے اور ہلکی داڑھی والے تھے۔" (البدایہ والنہایہ)

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کا ۱۸ ہجری میں انتقال اردن میں طاعون سے ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر ۵۸ برس تھی۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت معاذ بن جبلؓ حضرت عمرو بن العاصؓ اور حضرت ضحاک بن قیسؓ نے آپ کو قبر میں اتارا۔ آپؓ کا مزار اردن کے علاقہ میں ایک مسجد کے پاس ہے' یہ مسجد' مسجد ابوعبیدہؓ کے نام سے مشہور ہے۔ فرضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ۔

☆☆..........☆☆

آپ ﷺ کی نظر میں مسکینوں کی اہمیت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی ہے' جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

"اللھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین"

ترجمہ: "اے اللہ! مجھے زندگی میں مسکین رکھیو اور مسکینی میں میری موت لائیو اور حشر میں مجھے مسکینوں ہی کے گروہ میں اٹھائیو۔"

امت کے لئے کتنا آسان و سہل الحصول نسخہ رسول انام صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمادیا ہے' کتنے جھگڑوں غصوں سے نجات دلا دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دے۔ آمین۔

مرسلہ: مولانا محمد نذر عثمانی' حیدرآباد

HB ®
TRUSTABLE MARK
Hameed® BROS JEWELLERS
3, Mohan Tarrace Sharhah-e-iraq Saddar Karachi. Code: 74400
Phone : 5675454, 5215551 Fax : (092-21) -5671503

علامہ شبلی نعمانی کی حقیقی پوتی کا انکشاف

اسرا نعمانی کا علامہ شبلی نعمانی سے کوئی رشتہ نہیں

ہم ۱۷/اپریل ۲۰۰۵ء کے روزنامہ ''ڈان'' کے ''بکس اینڈ آتھرز'' (کتابوں پر تبصرہ کے کالم) میں اسرا نعمانی کے بارے میں پڑھ کر شدید حیران ہوئے۔ اسرا نعمانی ایک متنازعہ شخصیت ہے، جس کا دعویٰ ہے کہ وہ علامہ شبلی نعمانی کی اولاد میں سے ہے (اور ان کی پوتی ہے) اور انہی کے نام پر اس نے اپنے بیٹے کا نام شبلی رکھا ہے، حالانکہ اسرا نعمانی کا علامہ شبلی نعمانی کے خاندان سے کوئی تعلق نہیں۔

علامہ شبلی نعمانی کی اولاد میں صرف ہم پانچ پوتیاں ہیں۔ علامہ شبلی نعمانی کے ایک صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں تھیں۔ دونوں صاحبزادیوں رابعہ خاتون اور جنت الفاطمہ کا جوانی ہی میں ۱۹۰۴ء اور ۱۹۰۹ء میں انتقال ہوگیا۔ وہ شادی شدہ تھیں اور ان کے خاندان اعظم گڑھ میں ان کے آبائی گاؤں میں رہتے تھے۔ علامہ شبلی کے اکلوتے صاحبزادے حامد حسن نعمانی تھے۔ وہ ۱۸۸۲ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۴۲ء میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کی کوئی نرینہ اولاد نہیں تھی بلکہ پانچ بیٹیاں تھیں، جن میں:

۱:...... ڈاکٹر نسیم جہاں، ریٹائرڈ ڈائریکٹر آف ہیلتھ بنگلہ دیش جن کا کراچی میں ۱۹۹۷ء میں انتقال ہوا۔ وہ ڈھاکہ یونیورسٹی کے ڈاکٹر ظفر الہدیٰ سے بیاہی گئیں، جن کا انتقال ۱۹۷۸ء میں ڈھاکہ میں ہوا۔ ان کی ایک ہی بیٹی شہلا ہیں، جو امریکا میں رہتی ہیں۔

۲:...... شمیم جہاں، جن کی شادی احتشام احمد سے ہوئی۔ احتشام احمد کا انتقال ۱۹۸۲ء میں اعظم گڑھ میں ہوا۔ ان کے آٹھ صاحبزادے اور سات صاحبزادیاں ہیں، جو تمام کے تمام شادی شدہ ہیں اور ایک کے سوا (جو کویت میں رہائش پذیر ہیں) سب پاکستان میں رہتے ہیں۔

۳:...... تحسین فاطمہ، جن کا نکاح شبلی کالج اعظم گڑھ کے پرنسپل شوکت سلطان سے ہوا۔ شوکت سلطان کا انتقال ۱۹۸۶ء میں ہوا۔ ان کے تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں ہیں، جو انڈیا، متحدہ عرب امارات اور کراچی، پاکستان میں

مومنہ سہیل سلطان

رہائش پذیر ہیں۔ ان میں سے تین صاحبزادیاں ۱۹۴۰ء میں اعظم گڑھ میں بیاہی گئیں۔

۴:...... محسنہ سلطانہ، جن کی شادی انڈیا کے ڈائریکٹر آف انڈسٹریز امان اللہ خان سے ۱۹۵۰ء میں ہوئی۔ ان کے پانچ بچے ہیں، جو تمام کے تمام شادی شدہ ہیں۔ تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی امریکا میں رہتی ہیں، جبکہ ایک صاحبزادے انڈیا میں رہتے ہیں۔

۵:...... سب سے چھوٹی مومنہ (یعنی میں) ۱۹۳۵ء میں پیدا ہوئی، میری شادی ۱۹۵۲ء میں کیپٹن خان سہیل سلطان سے ہوئی، جو پین اسلامک اسٹیم شپ کمپنی کے جنرل منیجر کی حیثیت سے ۱۹۹۳ء میں ریٹائر ہوئے، آج کل نارتھ ناظم آباد (کراچی) میں رہائش پذیر ہیں۔ ہمارے چار بیٹے ہیں، جو تمام کے تمام شادی شدہ ہیں۔ بڑے بیٹے میجر خالد سلطان (ستارۂ جرأت) ۱۹۹۲ء میں سیاچن میں شہید ہوئے۔ دوسرے بیٹے کیپٹن دانش سلطان پیک میرین سنگاپور کے مینیجنگ ڈائریکٹر ہیں۔ تیسرے بیٹے واثق سلطان (ایم ڈی) امریکا میں رہتے ہیں۔ سب سے چھوٹے بیٹے کیپٹن طٰہٰ سلطان پاکستان آرمی میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔

ہمارے جذبات اور مولانا شبلی کی شہرت بحیثیت مصنف ''سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں امید ہے کہ آپ اس وضاحت کو شائع فرمائیں گے۔

مومنہ سہیل سلطان، کراچی

(روزنامہ ڈان کراچی مورخہ ۲۲/اپریل ۲۰۰۵ء)

نوٹ از مترجم:...... یہ مراسلہ علامہ شبلی نعمانی کی حقیقی پوتی مومنہ سہیل سلطان کا ارسال کردہ ہے، جو عورتوں کی امامت کی وکالت کرنے والی امریکی خاتون صحافی اسرا نعمانی کی جانب سے علامہ شبلی نعمانی سے اپنی نسبت جوڑنے کے دعوے کے بعد اخبارات کو ارسال کیا گیا، اصل خط انگریزی میں تھا، جس کا عوامی مفاد کی خاطر ترجمہ کیا گیا۔

☆☆..................☆☆

ختم نبوت کانفرنس

ٹنڈو آدم

مفتی محمد طاہر مکی

ٹنڈو آدم (رپورٹ: محمد طاہر مکی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے زیر اہتمام بیسویں سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے کہا کہ حکومت پاسپورٹ کے مسئلہ پر کیے گئے وعدے پورے کرے' توہین رسالت کے مجرم کی سزا کا پرانا طریقہ کار بحال کیا جائے' پاکستان کے دستور میں شامل اسلامی دفعات بالخصوص ناموس رسالت سے متعلق تمام دفعات کا تحفظ اسلامی حکومت کا اوّلین فریضہ ہے' اس میں حکومت کی اپنی بقا اور امن و امان کی ضمانت ہے' اس لئے کہ کوئی بھی مسلمان خواہ اس کا کردار کتنا ہی گرا ہوا ہو' اپنے نبی کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کر سکتا' اب اگر اس کے سامنے کوئی گستاخ زبان درازی کرے اور قانون حرکت میں نہ آئے تو وہ مسلمان خود اس گستاخی کا بدلہ لینے پر مجبور ہو جائے گا' جس سے ملکی امن و امان خراب ہوگا' اس لئے حکومت کی طرف سے امن و امان کے سلسلے میں بنائے گئے قوانین کی بقا اور اسلامی حکومت کے ایمان کا تقاضا ہے کہ وہ ناموس رسالت کے تحفظ کو یقینی بنائے اور قادیانیوں اور ان کے ایجنٹوں کی ارتدادی سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے راست اقدام اٹھائے۔

کانفرنس سے جرنیل تحریک ختم نبوت مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جتنی اسلامی جنگیں ہوئیں' ان کی تعداد تقریباً ستائیس ہے جبکہ ان میں شہید ہونے والے تمام شہداء کی کل تعداد ڈھائی سو کے لگ بھگ ہے' مگر جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے خلاف ایک جنگ میں شہید ہونے والے سچے عاشقان مصطفیٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی تعداد بارہ سو ہے' جن میں سات سو جید عالم' قرآن کے حافظ اور قاری تھے۔

انہوں نے کہا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمارے لئے معیار راہ حق ہیں' بلکہ ہمارے لئے ہماری دین کی آنکھیں ہیں جن سے ہمیں دین نظر آتا ہے' اگر ہم ادھر ادھر نہ جائیں' بلکہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے موضوع پر صرف صحابہ ہی کو دیکھیں تو ہمیں مسئلہ سمجھ آ جاتا ہے کہ منکرین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کرنے پر صحابہ کرامؓ میں دو رائے ہوئیں' جمع قرآن کے مسئلہ پر صحابہ کرامؓ میں اختلاف رائے ہوا اور دیگر کئی امور میں صحابہ کرامؓ کے درمیان مختلف رائے رہیں' مگر مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ کے لئے بھیجے جانے والے لشکر کے مسئلہ پر تمام صحابہ کرامؓ کا اجماع ہوا۔

انہوں نے کہا کہ حضرت صدیق اکبرؓ کے دور میں کسی ایک شخص نے صدیق اکبرؓ کے سامنے صدیق اکبرؓ کی شان میں گستاخی کی' دوسرے صحابیؓ نے اٹھ کر کہا کہ اے امیر المومنین! مجھے حکم دیں کہ میں اس گستاخ کی گردن اڑا دوں' صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ نہیں' ہرگز نہیں' یہ سزا تیرے میرے گستاخ کے لئے نہیں' تیرے اور میرے پیغمبر کے گستاخ کے لئے ہے۔

مولانا محمد اکرم طوفانی نے کہا کہ ہمیں صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چل کر اپنے فروعی اختلافات بھلا کر ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ قرآن میں آیا ہے کہ "اگر یہ کفار ایمان لاتے ہیں ایسا جیسا کہ تم (صحابہ) ایمان لائے تو ہدایت یافتہ ہیں۔" اس کی تشریح میں مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ نے معارف القرآن میں لکھا ہے کہ صحابہ کرامؓ کے ایمان کو معیار اس لئے نہیں بنایا گیا کہ انہوں نے نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ وغیرہ زیادہ کئے ہیں' بلکہ ان کو یہ مرتبہ یا یہ رتبہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ میرا صحابی مٹھی بھر جو خیرات کرے اور بعد میں آنے والا احد پہاڑ کے برابر سونا خیرات کریں' تو میرے صحابی کے مٹھی بھر جو کا مقابلہ نہیں کرسکتا' یہ مرتبہ' یہ عظمت' یہ بلندی صحابہ کرامؓ کو فقط نبی آخر الزمان سے غیر مشروط محبت کی وجہ سے ملی ہے۔ ہمیں اپنی نمازوں' روزوں پر یا علماء کو صرف درس وتدریس پر اکتفا نہیں کرنا چاہئے' بلکہ عظمت مصطفیٰ اور محبت رسولؐ اپنے دلوں میں بٹھانا چاہئے۔ اگر دل میں محبت رسول نہیں تو تمام اعمال بے کار ہیں۔ اس لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت والے صحابہ کرامؓ کے حقیقی نقش قدم پر چلتے ہوئے' اس بات کا درس دیتے ہیں کہ سب سے پہلے محبت رسولؐ اپنے دل میں بٹھائیں۔

انہوں نے کہا کہ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ باپ کی عزت ہے تو بیٹے کی عزت ہے' سردار کی عزت محفوظ ہے تو قوم کی عزت بھی محفوظ ہے' حتیٰ کہ بادشاہ کی عزت محفوظ ہے تو رعایا کی عزت محفوظ ہے' یہی مثال ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور صحابہ کی عظمت کی کہ صحابہ کرامؓ کو عزت ملی محمد عربیؐ کے صدقے میں' ابوبکر پہلے فقط ابوبکر تھے' ہمارے آقا کی غلامی کی تو صدیق اکبرؓ بن گئے۔ ہمارے لئے صدیق اکبرؓ کی زندگی مشعل راہ ہے کہ اپنے دشمنوں کو چھوڑ کر نبی کے دشمنوں کے پیچھے پڑ گئے اور اپنے آپ کو فنا فی الرسول کردیا۔ جاہل ہیں وہ لوگ جو صحابہ کرامؓ کے دشمنوں کو محمد عربیؐ کے دشمنوں پر فوقیت دیتے ہیں۔ میں تو ڈنکے کی چوٹ پر کہتا ہوں کہ صحابہ کرامؓ کا حقیقی جاں نثار وہ ہے جو صرف اور صرف محمد عربیؐ کے دشمنوں کے آگے سر بکف ہو۔

جامعہ حمادیہ منزل گاہ سکھر کے شیخ الحدیث' مجاہد ختم نبوت مولانا محمد مراد ہالیجوی نے اپنے خطاب میں کہا کہ قادیانی بیرونی دنیا میں یہ شور مچاتے ہیں کہ پاکستان میں ہم سے امتیازی سلوک کیا جاتا ہے اور میں کہتا ہوں کہ پاکستان ان کے لئے جنت ہے' پاکستان میں نہ صرف یہ کہ وہ پُر امن طور پر رہ رہے ہیں بلکہ وہ وطن عزیز میں اہم عہدوں پر قابض ہیں۔ قادیانیوں کی سزا مرتدین سے بھی سخت ہے۔

حضرت لدھیانوی شہیدؒ کے جانشین اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن مولانا سعید احمد جلال پوری نے اپنے خطاب میں کہا کہ علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ فرمایا کرتے تھے کہ ہم علماء اگر نبی کی عزت کے تحفظ کی خاطر کچھ نہ کرسکیں تو ہم سے گلی کا کتا بھی اچھا ہے کہ دن کو گلی کے ٹکڑے کھا کر رات کو بھونک کر گلی والوں کی چوروں سے حفاظت تو کرتا ہے۔ ہم علماء کی عزت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت سے وابستہ ہے' اس لئے علماء کو فروعی اختلافات بھلا کر عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے متحد ہوجانا چاہئے۔

کانفرنس سے جامع المعقول والمنقول' شیخ الحدیث مولانا عبدالغفور قاسمی اور جرنیل جمعیت علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کچھ نادان دوست ختم نبوت کے عقیدے کو کمزور کرنا چاہتے ہیں' صحابہ کرامؓ کی محبت وعظمت ہمارا جزو ایمان ہے' صدیقؓ کی صداقت' فاروقؓ کی عدالت' عثمانؓ کی سخاوت' حیدر کرارؓ کی شجاعت کے نعرے گونجتے رہے ہیں اور گونجتے رہیں گے' مگر جب مسئلہ ناموس رسالت کا آجائے' جب ڈاکو ختم نبوت کے محل میں نقب لگانے لگیں تو سب سے پہلے سب مل کر ان ڈاکوؤں کا راستہ روکیں گے۔ انہوں نے کہا کہ قرآن میں آیا ہے کہ تم معبودان باطلہ کو گالی مت دو' کیونکہ بدلہ میں وہ تمہارے معبود برحق کو گالی دیں گے۔ اس سے ہمیں سبق سیکھنا چاہئے۔ انہوں نے عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد پر علامہ احمد میاں حمادی کو مبارکباد پیش کی۔

کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے رہنما شیخ التفسیر قاری خلیل احمد بندھانی' درگاہ عالیہ بیر شریف کے سجادہ نشین مولانا عبدالعزیز قریشی' درگاہ عالیہ امروٹ شریف کے سجادہ نشین مولانا سید سراج احمد شاہ امروٹی' شاعر ختم نبوت سید رفیق احمد شاہ امروٹی' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مولانا محمد علی صدیقی' مولانا محمد نذر رحمانی' علامہ ابوطلحہ محمد راشد مدنی' مفتی محمد راشد مدنی' دفتر ختم نبوت کراچی کے ناظم محمد انور' مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے قانونی مشیر منظور احمد میو راجپوت ایڈووکیٹ' مفتی محمد طاہر مکی' حکیم حفظ الرحمٰن' محمد اعظم قریشی' حافظ فرقان بسطامی' انجمن طلبہ مدارس ختم نبوت کے مرکزی سربراہ حافظ محمد زاہد حجازی' جنرل سیکریٹری حافظ رفیع الدین انجم' شبان ختم نبوت کے قاری بہاؤ الدین زکریا' جنرل سیکریٹری حافظ محمد طارق حمادی' جمعیت علماء اسلام کے رہنما حاجی محمد ہاشم' قاری محمد عباس' قاری رحیم بخش لاشاری' مفتی امان اللہ بلوچ' مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع سانگھڑ کے رہنما مفتی حفیظ الرحمٰن رحمانی' شیعہ رہنما علامہ محمد حسین مری' علامہ قیصر حسین چغتائی' جے یو پی کے مولانا محمد صدیق بھٹی' جماعت اسلامی کے عبدالعزیز غوری اور دیگر نے بھی خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت دین اسلام کی اساس اور بنیاد ہے اور کوئی بھی عمارت بغیر بنیاد کے عمارت نہیں کہلاسکتی

ور کسی بھی عمارت کی بنیاد جتنی مضبوط ہوتی' عمارت اتنی ہی مضبوط ہوگی' یا یوں کہہ لیں کہ نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ اور جہاد وغیرہ سب کے سب ایک درخت کی شاخیں ہیں اور عقیدۂ ختم نبوت اس درخت کی جڑ ہے' اگر جڑ مضبوط ہے تو شاخیں بھی مضبوط ہیں' اس لئے مسلمانوں کو چاہئے بلکہ ہر مسلم مرد و عورت پر اسلام کی جڑ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ فرض ہے اور اس جڑ کو نقصان پہنچانے والے حشرات قادیانیوں کا تعاقب بھی فرض ہے۔

رہنماؤں نے کہا کہ قادیانیوں کا وجود محمد عربیؐ کی شان میں گستاخی کا نشان ہے' مگر جب مسلمان متحد ہو جائیں گے تو قادیانیت کا بیج ختم ہو جائے گا اور ڈھونڈنے سے بھی کوئی قادیانی نہ ملے گا۔ مسلمان اپنے اتحاد کے ذریعہ سے ہی قادیانیوں کا تعاقب کر سکتے ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ پنجاب میں قادیانیوں کا بائیکاٹ کیا گیا تھا' پنجاب کے قادیانی دو دہڑی سے آٹا خریدنے آتے تھے' اب بھی مسلمان اپنے اندر غیرت ایمانی بیدار کریں اور پورے پاکستان میں ان سے نہ کوئی چیز لیں' نہ انہیں کوئی چیز دیں تو قادیانی ملک چھوڑنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

علماء کرام نے کہا کہ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ بڑے سے بڑا دہریہ بے دین رہتا رہا' مگر جب اس نے نبوت کا دعویٰ کیا' تو اسے نہیں چھوڑا گیا' یہ تمام واقعات اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ جھوٹے مدعیان نبوت یا گستاخان رسولؐ کسی رعایت کے حقدار نہیں' مگر افسوس ہے پاکستانی حکومت پر کہ وہ قادیانی جو اکھنڈ بھارت کے حامی ہیں' انہیں پاکستان کے اہم عہدے سپرد کر دیئے گئے' بیوروکریسی کے افسران کی ایک بڑی تعداد قادیانی ہے' جب قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تو ملعون زمانہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی یہ کہتے ہوئے پاکستان سے فرار ہوا کہ میں اس لعنتی ملک میں نہیں رہ سکتا جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ہو' اور یہی ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی تھا جس نے ممتاز ایٹمی سائنسدان' محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی معنوی قبر بنا کر اس پر جوتے برسائے۔ ایسے شخص کو نوبل انعام دیا گیا۔ یہ تاریخی حقائق ہیں جنہیں کوئی رد نہیں کر سکتا۔ علماء کرام نے کہا کہ اس وقت اسلام کے نام پر بننے والے ملک میں اسلام کے رکھوالے جتنی مشقت اور ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں' اس کی ماضی میں مثال نہیں ملتی' کبھی اللہ کے نام کی بے حرمتی' تو کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے کھلا مذاق' امریکا جو انسانی حقوق کا سب سے بڑا علمبردار بنتا ہے' اس کی سپریم کورٹ میں ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیالی تصویر بنا کر لٹکائی گئی ہے۔ یہ ان کی کوئی کم توہین ہے؟ یہ مسلمانوں کے ساتھ کوئی کم ظلم ہے؟

علماء کرام نے اتحاد امت پر زور دیتے ہوئے تمام مسالک کے مسلمانوں سے اپیل کی کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کے تعاقب کے لئے اپنے مسلکی اختلافات بھلا کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر متحد ہو جائیں۔

کانفرنس کی جھلکیاں:

کانفرنس کی نگرانی مجلس کے صوبائی رہنما اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے خلیفہ مجاز علامہ احمد میاں حمادی کر رہے تھے' جبکہ صدارت عالمی مجلس کے مرکزی ناظم اعلیٰ' مجاہد ابن مجاہد' خلیفہ مجاز حضرت لدھیانوی مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے کی۔ کانفرنس چار سیشن پر مشتمل تھی' ابتدا یکم اپریل بروز جمعہ صبح دس بجے قاری بہاؤ الدین زکریا باجوی کی تلاوت کلام سے ہوئی۔ امسال ملک کے مشہور نعت خواں الحاج امداد اللہ پھلپوٹو' نعمت اللہ سولنگی کے علاوہ حکیم حفظ الرحمن' محمد اعظم قریشی' شیر ولی اور محرم علی راجپوت نے کانفرنس میں اپنے اپنے انداز میں نعتیں پڑھ کر مجمع کو گرمایا۔ قائد تحریک ختم نبوت سندھ مولانا عبدالکریم بیر شریف مرحوم کے صاحبزادے اور درگاہ عالیہ بیر شریف کے سجادہ نشین مولانا عبدالعزیز نے جمعہ کا خطاب اور نماز جمعہ کی امامت کے فرائض سرانجام دیئے۔ عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت سے متعلق پہلے سیشن میں ان کی تقریر لاجواب تھی۔

مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری' مولانا محمد اکرم طوفانی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی یکم اپریل کو علی الصبح بذریعہ ٹرین ٹنڈو آدم پہنچے۔ علامہ ابوطلحہ راشد مدنی' مفتی محمد طاہر مکی' حافظ زاہد حجازی سمیت درجنوں ساتھیوں نے صبح پانچ بجے ان کا اسٹیشن پر استقبال کیا۔ کانفرنس میں شرکت کے لئے حیدر آباد سے مولانا محمد نذر رحمانی کی قیادت میں ایک قافلہ ٹھیک بارہ بجے پہنچا' جبکہ میرپور خاص سے مولانا محمد علی صدیقی کی قیادت میں ایک قافلہ بعد نماز عصر جلسہ گاہ پہنچا۔ کراچی سے مولانا سعید احمد جلال پوری کی قیادت میں محمد انور' مفتی فخر الزمان' محمد وسیم غزالی' منظور احمد میؤ راجپوت' سید انوار الحسن شاہ اور دیگر کارکنان نے اس کانفرنس میں شرکت کی' جس پر

نگران جلسہ نے ان کا خیر مقدم کیا۔ کانفرنس میں خواتین کے لئے پردے کا انتظام کیا گیا تھا' کافی تعداد میں خواتین نے کانفرنس میں شرکت کرکے مولانا عزیز الرحمن جالندھری کا خطاب سنا۔ کانفرنس کی سیکیورٹی کے انتظامات ہر سال کی طرح انجمن طلبہ مدارس ختم نبوت اور شبان ختم نبوت کے رضا کاروں نے سنبھال رکھے تھے' جن کی نگرانی علامہ ابوطلحہ راشد مدنی کے سپرد تھی۔ کانفرنس کی دن کی نشست مرکزی جامع مسجد ختم نبوت میں' جبکہ رات کی نشست مسجد سے باہر ایم اے جناح روڈ پر رکھی گئی تھی۔ اسٹیج پر ایک خوبصورت اسکرین لگائی گئی تھی' جس پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مونوگرام کو انتہائی خوبصورت انداز میں مختلف رنگوں سے بنایا گیا تھا اور اپنے قائدین کو خوش آمدید لکھا گیا تھا۔ کانفرنس میں درجنوں بینرز بھی لگائے گئے تھے' مگر حضرت لدھیانویؒ مفتی شامزیؒ مفتی محمد جمیل خانؒ اور مولانا نذیر احمد تونسویؒ کی یاد میں لگائے گئے بینرز شرکاء کی توجہ کا مرکز بنے رہے۔ کانفرنس کی کوریج کے لئے مفتی محمد طاہر کی صحافیوں' مختلف اخبارات کے نامہ نگاروں اور دیگر ذمہ داران سے رابطے میں رہے۔ کانفرنس کی بھرپور کوریج پر علامہ احمد میاں حمادی نے تمام حضرات کی خدمات کو سراہا اور ان کا شکریہ ادا کیا۔ عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی جبکہ اتحاد بین المسلمین کے عنوان پر جرنیل جمعیت علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو کے خطابات کو بڑی اہمیت سے سنا گیا۔

اس سال کانفرنس کے شرکاء کی تعداد گزشتہ سالوں کی نسبت کافی زیادہ رہی۔ قادیانیوں کے خطرناک آپریشن کے عنوان سے جامع المعقول المنقول' شیخ الحدیث مولانا عبدالغفور قاسمی کی سندھی زبان میں تقریر لاجواب تھی' حاضرین نے اس تقریر کو دلجمعی سے سنا۔

کانفرنس میں وقفے وقفے سے مولانا محمد علی صدیقی' مولانا محمد نذر عثمانی نے قراردادیں پیش کیں۔ اندرون سندھ سے میرپور خاص' کنری' بدین' ٹنڈو الہ یار' کوٹری' حیدرآباد' اوڈیرو لال' شہداد پور' بھٹ شاہ' ہالا' سعید آباد' نواب شاہ' پڈ عیدن' ہالجی شریف' سکھر' خیرپور' امروٹ شریف اور دیگر شہروں سے قافلے اس کانفرنس میں شرکت کے لئے آئے۔

کانفرنس کی قراردادیں:

☆...... شہداء ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی' حضرت مفتی نظام الدین شامزی' حضرت مفتی محمد جمیل خان اور حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی کے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کیا جائے۔

☆...... توہین رسالت کے جتنے مقدمات عدالتوں میں قادیانی حربوں کی وجہ سے التوا کا شکار ہیں' سپریم کورٹ ان میں سوموٹو کے اختیارات استعمال کرتے ہوئے انہیں جلدی نمٹانے کا حکم جاری کرے۔

☆...... قادیانی جہاد کے منکر ہیں۔ جہاد ان کے نزدیک حرام ہے اور پاک فوج کا پہلا نعرہ ہی ایمان' تقویٰ اور جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ اس لئے منکرین جہاد قادیانیوں سے پاک فوج کو پاک کیا جائے۔

☆...... اندرون سندھ خصوصاً تھرپارکر' نواب شاہ' بائدھی' عمرکوٹ میں قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جائے اور قادیانیوں کو امتناع قادیانیت آرڈیننس کا پابند بناتے ہوئے اس قانون پر سختی سے عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے۔

☆...... یہ اجتماع سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کو قادیانیوں کو کافر قرار دینے اور جنرل ضیاء الحق کو قادیانیوں سے متعلق امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کرنے پر خراج تحسین پیش کرتا ہے۔

☆...... حکومت دینی مدارس سے چھیڑ چھاڑ بند کرے۔

☆...... یہ اجتماع حکومت سے فرقہ واریت پھیلانے والے شرپسند عناصر کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا مطالبہ کرتا ہے۔

☆...... یہ اجتماع متحدہ مجلس عمل کے اتحاد پر مولانا فضل الرحمن' قاضی حسین احمد' علامہ سید ساجد علی نقوی' ساجد میر کو مبارکباد پیش کرتا ہے۔

☆...... یہ اجتماع ڈی پی او حیدرآباد سے مطالبہ کرتا ہے کہ نواز آباد کے فارم میں قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں اور قادیانیت کی سرعام تبلیغ کا فوری طور نوٹس لیا جائے۔

☆...... عمرکوٹ شادی پلی میں مبارک نامی قادیانی قادیانیت کی سرعام تبلیغ کرتا ہے اور مسلمانوں کو پریشان اور بلیک میل کرتا رہتا ہے' اسے تبلیغ کرتے ہوئے پکڑا بھی گیا ہے' اس وقت وہ گرفتار ہے' مگر مقدمہ درج نہیں کیا جارہا۔ یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ اس قادیانی کے خلاف مقدمہ درج کیا جائے اور اسے سخت سزا دی جائے۔

☆...... یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ گستاخ رسول گوہر شاہی کی نام نہاد تنظیم انجمن سرفروشان

اسلام کی ارتدادی سرگرمیوں پر پابندی لگائی جائے اور اس کی تمام ترکتب بالخصوص ''دین الٰہی'' نامی کتاب پر پابندی لگائی جائے' حکومت اس سلسلے میں باقاعدہ قانون سازی کرے۔

☆...... اندرون سندھ گستاخ رسول گوہر شاہی کی مذکورہ تنظیم ازسرنو منظم ہورہی ہے' یہ حکومت کے لئے لمحہ فکریہ ہے' اس کی روک تھام کی جائے۔

☆...... یہ اجتماع عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یورپ کے امیر مولانا منظور احمد الحسینی مرحوم کی عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کے خلاف خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ان کے انتقال کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے عظیم سانحہ قرار دیتا ہے۔

☆...... یہ اجتماع ملک میں بڑھتی ہوئی دہشت گردی اور فرقہ واریت کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے مطالبہ کرتا ہے کہ علماء و اکابرین کی سیکیورٹی بڑھائی جائے' انہیں قادیانیوں اور دیگر گستاخان رسول کی جانب سے' جن کے خلاف ان کی طرف سے مقدمات داخل کئے گئے ہیں' شدید خطرہ ہے۔

☆...... یہ اجتماع قائد تحریک ختم نبوت' مجدد زمان' قطب وقت حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ العالی اور نائب امیر مرکزیہ' ولی کامل' جنید وقت' پیر طریقت' حضرت مولانا سید انور حسین نفیس مدظلہ کو اس پیرانہ سالی میں تحریک ختم نبوت کی کمان کرنے پر زبردست خراج عقیدت پیش کرتا ہے' ہر دو بزرگوں کی صحت کے لئے دعا گو ہے اور ان کے لئے درازی عمر کی دعا کرتا ہے۔

☆☆..................☆☆

نعت رسول مقبولؐ

حکیم نسیم الدین عثمانی

سفر جو تونے کیا ہے صبا مدینہ کا
مجھے بھی حال سنادے ذرا مدینہ کا

خیال دل میں کچھ ایسا بسا مدینہ کا
نہ ہوسکے گا تصور جدا مدینہ کا

مجھے بھی راستہ ایسا بتا مدینہ کا
کہ دو قدم ہو فقط فاصلہ مدینہ کا

کبھی تو ہوگی مرے دل کی آرزو پوری
لگا ہوا ہے مجھے آسرا مدینہ کا

مرے سفینہ کے طوفاں میں دو محافظ ہیں
خدا ہے کعبہ کا اور ناخدا مدینہ کا

نہ ہوگی محشر کے دن مجھ سے پھر کوئی پرسش
کروں گا جب میں بیاں ماجرا مدینہ کا

خلش جگر میں تپش دل میں آنکھ میں آنسو
مریض ہجر تڑپتا رہا مدینہ کا

پہنچ کے خدمت عالی میں جاں نثار کروں
یہ شوق دل میں رہے گا سدا مدینہ کا

نسیم کو بھی ملے بھیک کچھ شہ بطحا
پڑا ہوا ہے یہ در پر گدا مدینہ کا

مرسلہ: مولانا محمد نذر عثمانی' حیدر آباد

قادیانی' اسرائیلی گٹھ جوڑ

اسرائیل کی کشمیر میں دلچسپی!

سوئٹزر لینڈ کے پہاڑی شہر ڈیووس میں ہر سال ورلڈ اکنامک فورم کا سالانہ اجلاس منعقد ہوتا ہے' جس میں دنیا کے بڑے بڑے لیڈروں اور دانشوروں کو خطاب کی دعوت دی جاتی ہے۔ جنوری ۱۹۹۴ء میں اس وقت کی وزیر اعظم پاکستان بے نظیر بھٹو کو ڈیووس میں ورلڈ اکنامک فورم کے اجلاس سے خطاب کی دعوت دی گئی' بے نظیر بھٹو کے وفد میں یہ راقم بھی بطور اخبار نویس شامل تھا۔ اس اجلاس میں معروف امریکی دانشور سیموئل ہنگٹن نے تہذیبوں کے تصادم کا تصور پیش کرتے ہوئے مغرب کو اسلام کے خطرہ سے خبردار کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہندو تہذیب اور مغربی تہذیب آپس میں فطری اتحادی ہیں جبکہ اسلامی تہذیب کا اتحاد چینی تہذیب کے ساتھ ہو سکتا ہے' دس سال پہلے سیموئل ہنگٹن کے خیالات پر اکثر مبصرین کو حیرت ہوئی تھی' ورلڈ اکنامک فورم کے اجلاس میں سیموئل ہنگٹن کی تقریر کے بعد اسرائیلی وزیر خارجہ شمعون پیریز نے خطاب کیا۔ بے نظیر بھٹو کا خطاب آخری سیشن میں تھا لہٰذا میں چائے پینے کے لئے کانفرنس ہال سے باہر نکلا تو شمعون پیریز بھی باہر نکلتے دکھائی دیئے' میری صحافیانہ رگ پھڑکی اور میں بھی ان کے پیچھے ہو لیا' ہال کے باہر شدید برف باری ہو رہی تھی اور پھسلن کے باعث گاڑیوں کا حرکت کرنا مشکل تھا' شمعون پیریز کو بتایا گیا کہ ہال سے تقریباً ڈیڑھ کلومیٹر کے فاصلے پر ایسی مشینیں موجود ہیں جو برف صاف کر رہی ہیں اور گاڑیاں چل سکتی ہیں' میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب شمعون پیریز اپنے دو محافظوں کے ہمراہ پیدل ہی روانہ ہو گئے' ایک سوئس صحافی نے بھاگ کر ان کے ساتھ ہاتھ ملایا اور تعارف کروا کر ملاقات کا وقت مانگا' اسرائیلی وزیر خارجہ نے اسے کہا کہ آؤ میرے ساتھ' پندرہ بیس منٹ پیدل چلو اور گفتگو کر لو لیکن سوئس صحافی کو واپس کانفرنس ہال میں جانا تھا' اس نے معذرت کر لی' میں فوراً چھلانگ مار کر شمعون پیریز کے سامنے آ گیا اور بغیر تعارف کروائے اعلان کیا کہ میں ان کے ساتھ برف باری میں پیدل چلنے کو تیار ہوں' انہوں نے کوئی جواب دینے سے پہلے میرے گریبان میں لٹکے ہوئے کانفرنس کارڈ پر نظر ڈالی اور مسکراتے

حامد میر

ہوئے پوچھا: کیا تم پاکستانی ہو؟ میں نے اثبات میں جواب دیا اور زور دے کر کہا میں صحافی ہوں اور میرا تعلق روزنامہ جنگ سے ہے' شمعون پیریز نے جواب میں کہا: ہاں ہاں' یہ اردو کا اخبار ہے اور لندن سے بھی شائع ہوتا ہے' اس جواب نے مجھے حیران سے زیادہ پریشان کر دیا' اسرائیلی وزیر خارجہ نے اشارے سے مجھے اپنے ساتھ چلنے کی دعوت دی' میں نے اپنے چھوٹے سے بیگ میں سے ٹیپ ریکارڈ نکالنا چاہتا تھا' ایک محافظ نے آگے بڑھ کر میرا ہاتھ تھام لیا اور انگریزی میں کہا کہ کیمرہ مت نکالو' میں نے بتایا کہ یہ ٹیپ ریکارڈ ہے' شمعون پیریز بولے کہ ٹھیک ہے' تم نکال سکتے ہو لیکن ابھی نہیں' ہوٹل پہنچ کر کافی پئیں گے' پھر تم انٹرویو کر لینا' اب ہم پیدل چلتے ہوئے گفتگو کر رہے تھے' انہوں نے مجھ سے میری قومیت پوچھی' میں نے بتایا کہ پاکستانی ہوں' انہوں نے کہا کہ نسلی قومیت بتاؤ' میں نے بتایا: کشمیری ہوں' شمعون پیریز نے کہا کہ "میر" کشمیری ہوتے ہیں اور ان کا تعلق بنی اسرائیل کے ان گمشدہ قبائل سے ہے جو ہزاروں سال پہلے فلسطین سے دربدر ہوئے' میں نے انہیں بتایا کہ اس سلسلے میں ایک یہودی مصنف فیبر قیصر نے انگریزی میں کتاب بھی لکھی ہے' جس کا نام "Jesus died in Kashmir" ہے اور کتاب میں میر' بٹ' ڈار' گنائی' منٹو' شال' گانا' کچلو اور بہت سی دیگر کشمیری ذاتوں کا تعلق نہ صرف بنی اسرائیل سے جوڑا گیا ہے بلکہ یہودیوں کی پرانی کتابوں کے حوالے بھی دیئے گئے ہیں' لیکن محققین کی اکثریت ان دعووں کو درست تسلیم نہیں کرتی کیونکہ فیبر قیصر کی کتاب میں قادیانیوں کے عقائد کو سچا ثابت کرنے کی کوشش کی گئی' جو کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کشمیر میں موت ہوئی' ان کا مقبرہ بھی وہیں ہے اور قادیانیوں کا جھوٹا پیغمبر مرزا غلام احمد قادیانی اصلی مسیح موعود تھا (نعوذ باللہ)۔ شمعون پیریز نے پوچھا کہ پھر تم کون ہو؟ یہ ایک مشکل سوال تھا' اس وقت تک مجھے صرف اتنا پتہ تھا کہ میرے بزرگوں کا تعلق مقبوضہ کشمیر سے ہے اور وہ مہاجر بن کر سیالکوٹ آئے تھے اور ہجرت کے دوران میرے نانا غلام احمد جراح کا آدھے سے زیادہ خاندان جموں کے نواح میں

قتل ہوگیا اور میری والدہ اپنی دو بہنوں کو لاشوں سے بھری ہوئی بس میں چھپا کر بڑی مشکل سے سیالکوٹ پہنچیں' میرے دادا میر عبدالعزیز بتایا کرتے تھے کہ ہمارا تعلق میر شاہ ہمدانؒ سے ہے اور ہمارے بہت سے رشتہ دار بڈگام اور اننت ناگ میں رہتے ہیں' اس کے علاوہ مجھے زیادہ پتہ نہیں تھا' بہرحال باتیں کرتے کرتے ہم ہوٹل پہنچے' وہاں میں نے شمعون پیریز کا دس منٹ کا انٹرویو ریکارڈ کیا اور شام کو میں واپس جنیوا آ گیا' اس ملاقات کے بعد میں نے قادیانیوں کی کشمیر میں دلچسپی کی وجوہات پر معلومات حاصل کرنا شروع کیں' شاعر مشرق علامہ اقبالؒ وہ پہلے جہاندیدہ شخص تھے جنہوں نے ۱۹۳۱ء میں قادیانیوں کی حقیقت جان لی' قادیانیوں نے ہندوستانی مسلمانوں کی قائم کردہ کشمیر کمیٹی پر قبضہ کر رکھا تھا' مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کو اپنے کانوں سے توہین رسالت کرتے ہوئے سنا تو انہوں نے قادیانیوں کو کافر قرار دیتے ہوئے کشمیر کمیٹی سے نکلوا دیا' قادیانی اس زمانے سے کشمیر کو ایک قادیانی ریاست (مرزائی اسٹیٹ) بنانے کے منصوبے پر عمل پیرا تھے' یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں کو اسرائیل میں اپنا دفتر قائم کرنے کی اجازت ہے اور لندن میں قائم احمدیہ ٹیلی ویژن کو دنیا بھر میں قادیانیت پھیلانے کے لئے یہودی اداروں سے امداد ملتی ہے' قادیانیوں اور یہودیوں میں محبت کی دو اہم وجوہات ہیں: پہلی یہ کہ دونوں ختم نبوت کے منکرین ہیں اور دوسری یہ کہ دونوں جہاد کا خاتمہ چاہتے ہیں' قادیانیوں کے جھوٹے پیغمبر مرزا غلام احمد نے اپنی کتاب روحانی خزائن میں یہ نظم شامل کی ہے:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آ گیا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

مذکورہ بالا اشعار پر غور کیجئے' آج کے تمام روشن خیال اور لبرل مخالفین جہاد اور مرزا غلام احمد قادیانی کے خیالات میں زیادہ فرق نہیں اور یہی وہ نکتہ ہے جو قادیانیوں اور یہودیوں کے گٹھ جوڑ کا باعث بنا اور آخر کار قادیانیوں کی کوششوں سے یروشلم اور نئی دہلی میں بھی نئے روابط اور نئی دوستی تشکیل پائی' آج جماعت احمدیہ کو اسرائیل اور ہندوستانی خفیہ اداروں کی مکمل سرپرستی حاصل ہے' قادیانی جماعت نے کچھ عرصہ قبل منصور اعجاز نامی امریکی بزنس مین کے ذریعہ مقبوضہ کشمیر میں اپنا نیٹ ورک بنانے کا آغاز کیا' منصور اعجاز کے والدین قادیانی تھے اور منصور اعجاز اسرائیلی ادارے موساد کا زرخرید ایجنٹ ہے' چار سال قبل منصور اعجاز نے بھارتی فوج کی حفاظت میں سرینگر کا دورہ کیا' اس دورے کا مقصد کشمیر میں امن کا قیام تھا لیکن حقیقت میں اس دورے کے بعد کشمیر میں اسرائیل اور بھارت نے بہت سے خفیہ اور علانیہ مشترکہ منصوبے شروع کئے' پچھلے دنوں واشنگٹن میں میری ملاقات کچھ ایسے اعتدال پسند یہودی دانشوروں سے ہوئی جو اسرائیل کی کشمیر میں بڑھتی ہوئی دلچسپی سے پریشان ہیں' ان کا خیال ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان مسئلہ فلسطین کی وجہ سے ہر یہودی کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں اور اگر اسرائیل نے کشمیر میں بھی مداخلت بڑھا دی تو اس نفرت میں مزید اضافہ ہوگا' غور کیا جائے تو کشمیر میں اسرائیل کی بڑھتی ہوئی دلچسپی کی صرف ایک وجہ نظر آتی ہے' وہ یہ کہ جموں اور سرینگر کے ایئرپورٹ پاکستان کے بہت قریب ہیں' اسرائیل ان ہوائی اڈوں کو پاکستان پر حملے کیلئے استعمال کرسکتا ہے' پاکستان کے سابق وزیر خارجہ گوہر ایوب نے خود مجھے بتایا کہ مئی ۱۹۹۸ء میں پاکستان کے ایٹمی دھماکوں سے دو دن قبل ہمیں سعودی عرب نے اطلاع دی کہ اسرائیلی فضائیہ سرینگر ایئرپورٹ سے کہوٹہ ریسرچ لیبارٹریز پر حملہ کرنے والی ہے' گوہر ایوب کے بقول ہم نے راتوں رات بھارتی ہائی کمشنر کو دفتر خارجہ طلب کیا اور وارننگ دی کہ اگر ہماری تنصیبات پر حملہ ہوا تو جواب میں دہلی' کلکتہ' ممبئی اور بنگلور کو راکھ کا ڈھیر بنا دیا جائے گا' بھارتی ہائی کمشنر نے فوری طور پر نئی دہلی کو اس وارننگ کی اطلاع دی اور یوں پاکستان کی ایٹمی تنصیبات پر حملے کا اسرائیلی منصوبہ ناکام بنایا گیا' افسوس کہ عالم عرب' پاکستان اور کشمیر کے خلاف اسرائیلی اور بھارتی عزائم سے پوری طرح خبردار نہیں ہے' ۲۲/دسمبر ۲۰۰۴ء کے اخبارات میں فرانسیسی خبر رساں ادارے اے ایف پی کے حوالے سے یہ خبر شائع ہوئی کہ مقبوضہ کشمیر میں اسرائیلی ساختہ جاسوس طیارے تعینات کر دیئے گئے ہیں جو مجاہدین کی نقل و حرکت پر نظر رکھتے ہیں' اسرائیل کی ان مجاہدین سے نہیں بلکہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام سے لڑائی ہے' اسرائیل کا اصل نشانہ یہ مجاہدین نہیں بلکہ پاکستان کا ایٹمی پروگرام ہے' مجاہدین کے بعد ایٹمی پروگرام کی باری ہوگی' یہ بات اگر ارباب اختیار کو سمجھ آ جائے تو انہیں کشمیری مجاہدین دہشت گرد نہیں بلکہ پاکستان کے محافظ نظر آئیں گے' پاکستان کو چاہئے کہ وہ صرف ہندوستانی رائے عامہ کو نہیں بلکہ مغربی اور مشرق وسطیٰ کی رائے عامہ کو بھی کشمیر میں اسرائیلی عزائم سے خبردار کرے' کیونکہ اسرائیل کی کوئی بھی غلطی صرف اس خطہ کو نہیں بلکہ پوری دنیا کو ایک ایٹمی تصادم کی طرف دھکیل سکتی ہے۔

(بشکریہ ہفت روزہ القلم ۴ تا ۱۰ فروری ۲۰۰۵ء)

فخر کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

الٰہی کس سے بیاں ہوسکے ثنا اس کی
کہ جس پہ ایسا تری ذات خاص کا ہو پیار
جو تو اسے نہ بناتا تو سارے عالم کو
نصیب ہوتی نہ دولت وجود کی زنہار
تو فخر کون و مکاں زبدۂ زمین و زماں
امیر لشکر پیغمبراں شہ ابرارؐ
تو بوئے گل ہے اگر مثل گل ہیں اور نبی
تو نورِ شمس ہے گر اور نبی ہیں شمس نہار
حیات جان ہے تو ہیں اگر وہ جانِ جہاں
تو نورِ دیدہ ہے گر ہیں وہ نورِ دیدۂ بیدار
جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں
ترے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار
امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ
کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرا شمار
جیوں تو ساتھ سگانِ حرم کے تیرے پھروں
مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مور و مار
جو یہ نصیب نہ ہو اور کہاں نصیب مرے
کہ میں ہوں اور سگانِ حرم کی تیرے قطار
اڑا کے باد مری مشتِ خاک کو پس مرگ
کرے حضورؐ کے روضے کے آس پاس نثار
ولے یہ رتبہ کہاں مشتِ خاکِ قاسمؔ کا
کہ جائے کوچۂ اطہر میں تیرے بن کے غبار

REGD#SS-160

دہشت گرد کون؟ غدار کون؟

دہشت گردی کی وارداتوں میں قادیانی لابی کے ملوث ہونے کا منہ بولتا ثبوت

رسول پور تارڑ سے ''را'' کا ایجنٹ دو ساتھیوں سمیت گرفتار

پنڈی بھٹیاں (نامہ نگار) رسول پور تارڑ سے بھارتی ایجنسی ''را'' کے مبینہ ایجنٹ کو اس کے دو ساتھیوں سمیت گرفتار کر لیا گیا ملزمان کے قبضہ سے دو ہینڈ گرنیڈ دو کلاشنکوفیں برآمد کی گئیں۔ بتایا گیا ہے کہ پکڑا جانا والا ایجنٹ مبشر احمد قادیانی ہے جبکہ اس کے خاندان کے دوسرے افراد فرار ہو گئے۔ اے ایس پی پنڈی بھٹیاں عمران محمود نے پریس کانفرنس میں بتایا کہ پولیس نے ایک خفیہ اطلاع پر رسول پور تارڑ میں چھاپہ مارا اور قادیانی مبشر احمد کو اس کے دو ساتھیوں ذوالفقار، ذکاء اللہ سمیت گرفتار کر کے ان کے قبضہ سے دو کلاشنکوف برآمد کر لیں، جس سے وہ دہشت گردی کی وارداتیں کرنا چاہتے تھے انہوں نے بتایا مبشر احمد کا خاندان جو کہ کھیتی باڑی کرتا ہے اس کی بہن کی شادی بھارت میں قادیانی حبیب احمد سے ہوئی تھی قادیانی حبیب احمد جو کہ ''را'' کا ایجنٹ ہے اور بھارت میں مقیم ہے اس سے مبشر احمد نے رابطہ قائم کر رکھا تھا اور ہینڈ گرنیڈ بم اس نے آٹھ سالوں سے بوری میں پیک کر کے گھر میں چھپا رکھے تھے اور گرفتاری سے بچنے کے لئے کلاشنکوفوں کو اپنے دوستوں ذوالفقار، ذکاء اللہ کے پاس رکھا ہوا تھا وہ اپنے بہنوئی حبیب احمد کو بھارت میں معلومات فراہم کرتا تھا انہوں نے بتایا کہ مبشر احمد کا والد بشارت احمد اپنے خاندان کے دیگر افراد کے ساتھ فرار ہو گیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ مبشر احمد نے دوران تفتیش بھی ''را'' کا ایجنٹ ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ (بتاریخ ۵/ستمبر ۲۰۰۴ء روزنامہ جنگ لاہور)

پنڈی بھٹیاں میں ''را'' کا قادیانی ایجنٹ اور دو ساتھی گرفتار، اسلحہ برآمد

گرفتار ہونے والوں میں مبشر احمد، ذوالفقار اور ذکاء اللہ شامل ہیں، مبشر کا بھارتی بہنوئی بھی قادیانی ہے

پنڈی بھٹیاں (نمائندہ خبریں) رسول پور تارڑ سے بھارتی ایجنسی را کا قادیانی ایجنٹ دو ساتھیوں سمیت گرفتار کر لیا گیا۔ ان کے قبضہ سے دو ہینڈ گرنیڈ اور دو کلاشنکوفیں برآمد ہوئیں۔ ایس پی پنڈی بھٹیاں عمران محمود نے گزشتہ روز پریس کانفرنس میں بتایا کہ ایک خفیہ اطلاع پر انہوں نے پولیس کی نفری کے ساتھ رسول پور تارڑ میں چھاپہ مار کر قادیانی مبشر احمد کو اس کے دو ساتھیوں ذوالفقار اور ذکاء اللہ سمیت گرفتار کر لیا۔ انہوں نے بتایا کہ قادیانی مبشر احمد کی بہن گوگی کی شادی گزشتہ دنوں بھارت میں قادیانی حبیب احمد سے ہوئی تھی جو را کا ایجنٹ ہے۔ اس نے مبشر احمد سے رابطہ قائم کر رکھا تھا۔ گرنیڈ بم اس نے آٹھ سال سے بوری میں چھپا رکھے تھے اور گرفتاری سے بچنے کے لئے کلاشنکوفوں کو اپنے دوستوں ذوالفقار، ذکاء اللہ کے پاس رکھا ہوا تھا۔ مبشر احمد اپنے بہنوئی حبیب احمد کو معلومات فراہم کرتا تھا۔ انہوں نے بتایا مبشر کا والد بشارت اور خاندان کے دیگر افراد فرار ہو گئے ہیں۔ مبشر احمد نے دوران تفتیش را کا ایجنٹ ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ اے ایس پی نے بتایا پندرہ روز تک ہم دہشت گردوں کے نیٹ ورک کا پتہ چلا لیں گے۔ (بتاریخ ۵/ستمبر ۲۰۰۴ء روزنامہ ''خبریں'' لاہور)